

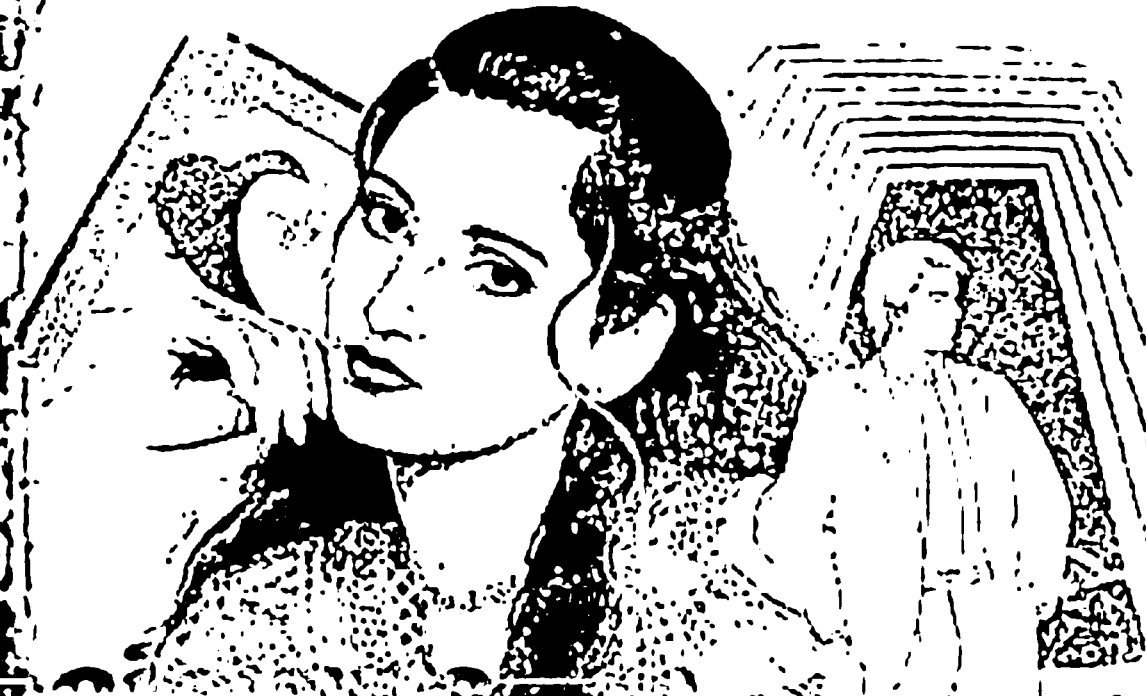
سہیلیاں

”آخر تب کے اس طرح رونے کا مطلب کیا ہے یہی تا کہ اس گھر میں آپ پر ظلم و ستم کے سوا توڑے جارہے ہیں میں اور میرے گھروالے جنگلی درندے ہیں۔ میں اچھ اور ادبش ہوں۔ آپ کے ساتھ میرا رویہ بہت تحریک کلاس ہے۔ میں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ میں یہی بات۔“

وہ دل جلاسنے والی مسکراہٹ لہوں سے چڑکائے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے تیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے ٹھیک اندازوں پر نورالصبح کو بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے جلدی سے آنسو پونچھے اس کے سامنے رونا اپنی کمزوری اور شکست کا اظہار کرنے کے

حراف تھا اور وہ اسے اتنی جلدی جیتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی بد قسمتی کہ رائیں نے اسے رونے دیکھ لیا وہ اپنے تئیں سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر بیٹھی تھی۔ دعو سارا کچن سمیٹ کر گئی تھی۔ وہ اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔ چائے پیتے ہوئے اس کا ذہن بھٹک کر عین اچھ کی طرف چلا گیا۔ انہیں اس کے ہاتھ کی بنی چائے بہت پسند تھی۔ بہت شوق اور اصرار سے پیتے تھے اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ سامنے ہوں چائے کی پیالی سے نکلتی بھاپ کے پیچھے اسے نظر آ رہے تھے اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں پھونکا چاہا تو وہ تصویر الٹی ہو کر ایک مہتاب ہو گیا۔ اپنی بے بسی پر

مکمل ناول



اسے روکا گیا۔

اتنے میں راحیل بھی لوہر آئیل۔ اسے یوں روکے دیکھ کر اس کے اندر اشتعل کی ایک زبردست لہرائی تب ہی تو وہ طنز طعنے کی جارہا تھا۔ وہ کمال تک چپ رہتی مگر اس کا جواب دے دیا جس پر اس کا فہم چند ہو گیا۔

"ساری اکڑوں یہ سیکھ میں نکال دوں گا۔ آخر ہو کیا چیز تم اگر ایک پھنری مار دیا تو خدشہ ہے کہ یادداشت نہ مل جائے۔"

نورالصبح کی عزت نفس پر جیسے گہری چوٹ پڑی وہ کرسی پر ٹھیک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی کمزور نہیں ہوں میں۔" راحیل کے الفاظ اور انداز مخالف نے اسے جلتی آگ میں جھونک دیا تھا۔
"آہ آہ اچھا۔" راحیل نے بھیج کر لفظ اچھا کو ادا کیا۔

"اپنے آپ میں رہیں تو بہتر ہے۔" نورالصبح دانت چرس کر رہی۔

"آپ اپنے آپ میں کھل رہے دیتی ہیں۔ دیکھتے ہی ہنسنے لگتا ہوں۔" اس کے الفاظ کا الٹا اثر ہوا۔ راحیل کا لہجہ غماز آمیز ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔ نور دہل کر دیوار کے ساتھ جڑ گئی۔

"بڑے عجیب حالات میں آئی ہیں آپ دونہ مہن احمد میں پڑا دم تم قتل انہوں نے تو آپ کو مجھ سے چھیننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خیر اب تو آپ ہماری ہو چکی ہیں۔ آپ کے والد محترم کے والد بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں۔" بولتا ہوا وہ اس کے اور بھی قریب آگیا تو نورالصبح کی ساری ہلاوری ہوا ہو گئی۔ اب شامت تکی کہ تب راحیل کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں دیوار پر لٹکے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک تودہ فٹ سے کم فاصلہ تھا۔ راحیل کی لی شرت میں سے جھانکتے مضبوط مردانہ بازو اس کے کلائیوں اور کندھوں کو چھو رہے تھے۔ نورالصبح کی نظریں اس کے پیروں پر مرکوز ہو گئیں۔ وہ اس وقت کو

کوس رہی تھی۔ حساب کا سامنا ہوا تھا۔
"بیٹے سامنے سے۔" اس نے بمشکل باقیوں سے اس پر بازو کو پیچھے ہٹا دیا جو آدھار دھارے جارہا تھا۔
"کیوں تب کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا ہاتھ دھریں ہٹا دیا۔
"پلینہ۔" وہ دودھنے کو تھی۔ راحیل کی ہنس کیفیت پر بالطف آیا۔ وہ غور سے لہجہ بدل چنیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں راحیل کی دے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ نہیں ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کھینچے ہوئے تھے۔

ہاں گلابی لبوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔
"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ جس وقت تک کو بھی راہ سے ہٹا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے کہا۔
"دیوار اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔
"جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور جھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ دونوں گھر پر نہیں تھے اسے تو گویا کھلی چھٹی ہوئی تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں جاتا تھا۔
"ابھی ابھی پھٹنے پہلے کی ہی توجہات تھی۔ تڑپیں۔
دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی ہوا بھری حالت متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر اٹھ کر تھیں جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے تھے۔
"راہیل کی طرف اس کے کمرے میں تو جھکا کر اس کے لیے اتنی جلدی تھی۔
آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارٹی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔
اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔
توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

کوس رہی تھی۔ حساب کا سامنا ہوا تھا۔
"بیٹے سامنے سے۔" اس نے بمشکل باقیوں سے اس پر بازو کو پیچھے ہٹا دیا جو آدھار دھارے جارہا تھا۔
"کیوں تب کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا ہاتھ دھریں ہٹا دیا۔
"پلینہ۔" وہ دودھنے کو تھی۔ راحیل کی ہنس کیفیت پر بالطف آیا۔ وہ غور سے لہجہ بدل چنیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں راحیل کی دے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ نہیں ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کھینچے ہوئے تھے۔

ہاں گلابی لبوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔
"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ جس وقت تک کو بھی راہ سے ہٹا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے کہا۔
"دیوار اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔
"جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور جھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ دونوں گھر پر نہیں تھے اسے تو گویا کھلی چھٹی ہوئی تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں جاتا تھا۔
"ابھی ابھی پھٹنے پہلے کی ہی توجہات تھی۔ تڑپیں۔
دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی ہوا بھری حالت متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر اٹھ کر تھیں جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے تھے۔
"راہیل کی طرف اس کے کمرے میں تو جھکا کر اس کے لیے اتنی جلدی تھی۔
آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارٹی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔
اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔
توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

ہاں گلابی لبوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔
"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ جس وقت تک کو بھی راہ سے ہٹا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے کہا۔
"دیوار اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔
"جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور جھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ دونوں گھر پر نہیں تھے اسے تو گویا کھلی چھٹی ہوئی تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں جاتا تھا۔
"ابھی ابھی پھٹنے پہلے کی ہی توجہات تھی۔ تڑپیں۔
دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی ہوا بھری حالت متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر اٹھ کر تھیں جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے تھے۔
"راہیل کی طرف اس کے کمرے میں تو جھکا کر اس کے لیے اتنی جلدی تھی۔
آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارٹی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔
اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔
توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

ہاں گلابی لبوں کو اپنے وجود پر محسوس کر رہی تھی۔ دل حلق میں جڑنے لگا تھا۔
"میں بے گھر بھی تو کیا ہے۔ یہ جس وقت تک کو بھی راہ سے ہٹا سکتا ہے اور میں تو بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے کہا۔
"دیوار اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔
"جتنا دور بھاگیں گی یہ آگ اور جھڑکے اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ ظاہر تھا کہ دونوں گھر پر نہیں تھے اسے تو گویا کھلی چھٹی ہوئی تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جیسے میں جاتا تھا۔
"ابھی ابھی پھٹنے پہلے کی ہی توجہات تھی۔ تڑپیں۔
دونوں ایک دم موت میں مدعو تھے ان کی ہوا بھری حالت متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں آگیا۔ راحیل گھر پر ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے میں کرسی پر ٹھیک کر اٹھ کر تھیں جو کسی گھر سے نکلتے ہوئے تھے۔
"راہیل کی طرف اس کے کمرے میں تو جھکا کر اس کے لیے اتنی جلدی تھی۔
آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگلا کارٹی کے پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھولی ہوئی تھی۔
اس کے بیدار میں راحیل نے قدم رکھا تھا۔
توڑی پر ظاہر نہیں ہونے لگا۔

کھل قبل نہ ہوتا اسٹیل پر چھٹی سوچوں کے تانے بانے نئی رہی۔

❖ ❖ ❖

اس کی نظریں بظاہر مائیکل شولونوف کے ٹیبل the don and quite flows تھیں پر ذہن کہیں اور تھا۔ جاتے سوین کی الوداعی کرنیں پورے لان میں بکھری ہوئی تھیں۔ کہیں کی کرسی پر نیم دراز وہ کتب کو گھورے جارہی تھی۔ راحیل گھر پر ہی تھا کشف، سمیرا اور فراز بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ نئی المیہ کا کام کر رہے تھے اس لیے تقریباً روزانہ ایک جگہ آٹھسے ہوتے۔ وہ رات دن کا فرق بھلائے ہوئے تھے اس وقت بھی چاروں اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ راحیل کی آواز کھلی کھڑکیوں کے راستے اس کے کانوں تک آرہی تھی۔

من سے پیاسا جیون سے پیاسا پیاس کیسے بچے من کی۔
وہ تینوں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ "اترے میں دائیں کا رخ سمت زبردست لگے گا دیکھ لیتا۔ پبلک بست پسند کرے گی۔" سمیرا نے مشورہ دیا۔

"ہاں۔" دائیں بڑا روٹوئی سا انٹرنسٹ منٹ ہے پھر اس کی جو ڈیڑھ بوٹے کی سونے ساگ ہوگی۔ ہٹ نمبر "تیری آنکھوں نے کیا ہے پانچ۔" اب بھی ریکارڈ سیل کر رہا ہے۔ لوگ پسند کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گانے میں جذبات کا اظہار بڑے سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کا میوزک بھی بڑا سربا ہے پھر راحیل کی آواز اور پر سنائی رہی سہی کسر پوری کر دیتی ہے۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" گوری "کو بھی اتنا ہی ہٹ ہونا چاہیے۔" فراز نے تائید کی۔ وہ بست پر دوش ہو رہا تھا۔

"ہٹ کیوں نہ ہو گا ڈوب کر گیا ہے اس نے کہہ گا۔ پس پردہ مل کا ماحول تھا۔" کشف نے راحیل کو پیچھا دیا۔ ہٹ سمت اور ہزار لگ رہا تھا تینوں نے بنور

اس کا جائزہ لیا تو سر جھٹک کر از سر نو اپنی توانائی ایک جگہ گہر کو ڈکرنے لگا۔
 "چلو کلم شروع کریں۔" راحیل نے کانے کے بولوں پہ نگاہ ڈالی اور انہیں اشارہ کیا وہ اپنی اندرونی کیفیت چھپانے کی کوششیں کر رہا تھا۔ وہ بچے نہیں تھے جو سمجھنا پاتے۔ اس کی رگ رگ سے وہ واقف تھے۔ اس وقت بھی محسوس کر رہے تھے کہ اس کا دھیان کس اور ہے۔

سلمان اب کے برس بھی آیا تھا
 یونہی اب بھی برسی تھیں
 پر پیاس نہ بجھی من کی
 پیاس نہ بجھی جیون کی
 تو ہی بتا گوری
 پیاس کیسے بجھے من کی

وہ اس لان پہ انک ہی ایک تقریباً دس منٹ سے وہ بھی ایک فیمون رہی تھی جس کمرے میں وہ ریٹس کرتے تھے۔ وہ عین لان کے سامنے تھا۔ اس کی کمر لیں بھی سامنے کے رخ کھلتی تھیں۔ اس لیے تو انہیں بخوبی اس کی سماعت سے پرکھام تھیں نہ چاہتے ہوئے بھی وہ توجہ دینے پر مجبور تھی۔
 "چلو بقی کل یہ تو گیا۔" کاشف نے کی بورڈ سے ہاتھ ہٹائے تو بقی سہلے بھی اس کی تھکید کی۔
 "منور کا فیصلہ بدلا ہے کہ نہیں۔" سمیر نے اس کی دھمکی رگ کو پکڑاؤ تینوں اسے نام سے ہی پکارتے تھے ایک بار سمجھا بھی "کنے" پورا صبح نے ان کی طبیعت صاف کر دی تھی۔ اس لیے وہ اب محتاط ہو گئے تھے۔

"ان کے والد محترم ناراض ہیں۔ فرماتی ہیں کہ وہ ہرگز ایسی خوشی کا تصور نہیں کر سکتیں جس میں ان کی ناراضی شامل ہو۔"

راحیل نے منہ بنا کر "والد محترم" پہ نذر دیا تو باہر بیٹھی نورالصبح اس کے زہر میں الجھے سمجھتے تپ گئی۔
 "یہ اپنی دولت پر مغرور لڑکیاں شروع میں یونہی

خبر دے دکھاتی ہیں۔ اندر سے اتراتی ہوں۔
 زبردست لڑکا ان کا طبقہ گار ہے پر باہر سے تو
 لگا منور کی ہوتا ہے۔ سب جانتا ہوں ان کی
 طریقوں کو۔ رنگ رنگ کی لڑکیوں کو بہت
 تو کوئی نرالی قسم ہے میری دولت شہرت
 کو یا صفر ہے یہ اب اشارت خواہ خواہ کر کے
 ان کے پاس اس بھولی انا کے علاوہ ہوتا ہی
 بھی تو ان ہی کی صاحبزادی ہیں۔ انا خود ہی
 کے راگ لادیں گی۔ ساری نشانیوں اسی
 ان کے اندر۔" راحیل حقارت سے بولا۔
 اس عزت افزائی پہ نورالصبح کا دل چاہا کہ وہ
 زمین حلق سے نکل کر اس کا قہقہہ دے
 وہ اپنے اربوے کو عملی جامہ نہ پہنا سکتی تھی۔
 "راحیل! وہ تمہارا سلا نہیں سر ہے۔
 درستی کی تو نہ جتنے لگے۔ کیس سے بھی نہیں
 کہ راحیل کا حلق ایک اچھا تعلیم یافتہ
 سے ہے۔ نورالصبح کے نزدیک اس کے اکثر
 گرفت ہوتے تھے۔
 "حج کا شکر یہ دیتے میرے والد ان لاگو
 پرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ یہ تو
 تھیں جن کے ذریعے میں دکنی اسٹینڈ
 خاتم بیان تھا۔ عین احمد۔"

راحیل نے پھر عین احمد کی ٹانگ پکڑی
 سے برداشت نہ ہوا۔ وہ اندر چلی آئی جلیں
 جگہ کاش تو ان اس کی ساتوں سے باہر تھی۔

آن راحیل صبح سے ہی گھر میں تھا۔ ان
 پرستانوں کی فون کالز اور ای میلز کا تانتا
 وہ بیک وقت کسب زور اور فون پر مصروف
 اس کے فون کی گھنٹی بھی سب کچھ چھوڑ
 کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ سری طرف چلی
 "سہو" میں تھیں خود رنگ کرتا
 بانے۔" راحیل نے اس کے اگلا جملہ بولنے

لی نہ کیا اور اپنے موبائل فون۔ اس کا نمبر ملانے لگا۔
 ان دنوں سے لگائے بائیں کرتے کرتے وہ لاؤنج میں
 آیا۔

نورالصبح سوئے میں دھنسی عبداللہ حسین کی
 ہم اس سلیس "بڑھ رہی تھی۔ گھنٹوں پہ دھری کتاب
 ان میں کافی ناکب اور نظر نسل صفحات۔ گاڑے وہ
 دی طرح اس لنگھوں کی جلد گھری میں تھوکی ہوئی
 کی۔ وہ اس کے نیڑی سے بولتا اس کے سامنے والے
 صحت پر ناخوش تھا۔ پھر انہیں ہر روز ساہو گیا اور ساتھ ہی
 لوازو دے کر نوکر کو کلنی لانے کے لیے کہا۔ نورالصبح
 نے اسے ناپسندیدگی سے دیکھا اور وہاں نگاہیں کتاب
 کے صفحے جمادیں۔

"بھئی! پھر کب ملنے آ رہی ہو؟ یاد رہا تمہارا گفت و
 بہ ہو۔" اصل میں انہماک والے کسرٹ میں چھٹا ہوا
 تھا۔ اس لیے تمہاری برتھ ڈے ذہن سے نکل ہی
 گئی۔ "تو شرمندگی سے بولا۔

"نور! وارنگ تمہارے جیسی لڑکی ہی مجھے پسند
 نہ۔ لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے جیسی کہ تم۔"
 سن طرف سے جانے کیا تھا گیا تھا جو راحیل نے
 لڑکیوں کے لیے بات دے تھے تو نورالصبح نے پہلو بدلا
 دی چکی تھی جس کی بدولت آن وہ یہاں موجود

"کتنی بتائیے۔" کرم کے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ
 دھرتی ہی راحیل نے رعب سے نورالصبح کو حکم دیا
 نورالصبح نے توجہ جانے کا اشارہ کیا۔

"نہی ہاں۔ تم سے تو نہیں کہا ہے اپنی ملازمہ سے
 کہ رہا ہوں ویسے معلوم نہیں تمہارے ہاتھ کی کلنی
 اب اب انیب ہوگی۔ تمہارے ہاتھ ہیں یا کسی
 لڑکی کی خوبصورت تخلیق۔ آئی سوئیر تمہارے
 ہاتھ کس نہیں دیکھے۔ لی چاہتا ہے کہ۔"
 ان کے بعد اس نے ہنسی کے رنگ اور آنکھوں کی
 دھندلہ انداز میں تعریف کی جسے سن کر نورالصبح نے
 ان کی لڑکیوں میں سرخ ہو گئیں "کتنی بتاتے ہوئے"

دانت میں رہی تھی۔ خود کو ملازمہ کہے جانے سے اسے
 غصہ تو بہت آیا تھا۔ کلنی کا کب اس نے راحیل کے
 آگے بچا اور کتاب اٹھا کر چلی آئی۔ راحیل نے اس کے
 جاتے ہی ہنسی سے جان چھڑائی اور فون بند کر دیا۔ اب
 وہ اطمینان سے کلنی لی رہا تھا۔ گھنٹ گھنٹ بیٹے
 ہوئے وہ کیف و سرور کی نئی کیفیت سے گزر رہا تھا۔
 لہجہ وہ غصے سے ٹپل رہی تھی جتنی گایاں اسے آتی
 تھیں اس نے سب کی سب راحیل کو غائبانہ دے
 ڈالیں۔ چند دنوں سے اس کے انداز بدل گئے تھے۔
 اس نے نورالصبح کے صبر و ضبط کو آنے کے کا گویا تیرہ
 کر لیا تھا۔ یہ سب وہ ظاہر اور تین کی غیر موجودگی میں
 کر رہا تھا۔ نورالصبح کا جب سے نموس بریک ڈاؤن ہوا
 تھا۔ اس کے بعد ہی راحیل کا رویہ بدلا تھا۔ ورنہ پہلے وہ
 اتنا بدتمیز نہیں تھا۔



شام کے مائے گھرے ہو رہے تھے۔ راحیل نے

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کے معروف نااول

- دلہنہ کی بستی — عتہ مہمند — 448
- ہر چہ کہیں سے کہیں — نانا کھٹ — 158
- وہ جنہوں سے وہاں سے — سیدہ — 488
- صحت نرہ ہر — جنت سراج — 333
- ابدان نمبر اور تربیت — سیدہ عامرہ — 187
- خواتین کا گھر گویا نیکو پیٹیا — 687

مستند حقائق، آگست، ہجرت، حوصات، جہان، مہ، سنیابل

شائع ہو گئے ہیں

مکتبہ عمران ڈائجسٹ ص 37

- لاپرواہی — شبنم بیگم — 11
- منہ بول — سیدہ — 11

اشرف ہک ایجنسی

مہتران فیوز ایجنسی

مہتران فیوز ایجنسی

مہتران فیوز ایجنسی

بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے شیشے سے دوسے سر کاٹے۔
 سمن کی اودھائی کر نہیں کرے میں کھس آئیں اس
 نے دونوں بازو اٹھا کر انہیں ورزش کے انداز میں
 قصوص حرکت دی چند بار ایسا کرنے کے بعد اس کی
 ساری سستی ہوا ہوئی اس کے جی میں آیا۔ کاشف کی
 طرف چلایا جائے اسے نئی اہم کی شاعری بھی دیکھیں
 کر لی تھی۔ سیر اور فراز بھی ادھر ہی تھے کریم کو
 چائے کا کھ کھ فریش ہونے والی دھواں میں آگیا وہ سیکڑے کو کپڑے
 اور دوبارہ باہر انہی کپڑوں میں آگیا وہ سیکڑے کو کپڑے
 نکالنے کا کھ کر واپس آ رہا تھا شکونوں سے پر شرٹ
 کے جن وہ اضطراری انداز میں چھیننے پھینکنے رک
 گیا۔ کو بیڈرو میں ریسیور کھن سے لگائے نورالصبح
 کھڑکی تھی راحیل کی طرف اس کی پشت تھی۔
 وہ کیا کہتی ہے۔ اسے اپنے بارے میں خوش حالی
 تھی۔ ہو سکتا ہے درپردہ وہ اس کی محبت کا دم بھرتی ہو
 اور اس کا ذکر وہ ماشی سے کہنے کیونکہ اس کے سامنے
 پہلی بار ماشی کا فون آیا تھا۔

”ہو کیسے ہیں؟“ اکی ٹھیک ہیں اور تم کیسی ہو؟“
 ایک سال میں بے قراری سے کہتی چلی گئی۔ ”ماشی
 یہاں اس کمرے کے دو دیوار میں گھٹ کر مرچوں کی ہم
 سب کو بیٹاؤ۔ میں بے قصور ہوں۔ تم تو گواہ ہو کہ میں
 اس کی مثل تک نہیں رکھنا چاہتی اپنے لائف پارٹنر
 کے طور پر میں ایسے کسی شخص کا تصور تک نہیں
 کر سکتی۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ کرے کوئی بھرے کوئی
 ۔“

اپنے بارے میں نورالصبح کے تجربے نے اس کی
 خوش قسمتی کو ختم کر دیا۔ جانے کیوں اسے دکھ سا ہوا۔ ہم
 جنہیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ان کی معمولی سی
 نفرت بھی برداشت نہیں ہوتی اور کہیں سر سے ہر
 تلم نفرت کے زہر میں ڈبل لڑکی جو قدم قدم پہ اس کی
 توجہ نہ ٹھیک کر رہی تھی۔

”نہیں۔ نہ اس۔ نہ میرا کوئی تعلق۔“ محض کاغذ کے
 پر لکھی ہوئی بات تھی۔ وہ لکھی تھی انٹ نہیں
 لکھی تھی۔ وہ لکھی تھی۔ وہ لکھی تھی۔ وہ لکھی تھی۔

ہیں۔ آئی سہیہ اگر مجھے اس گھٹیا شخص سے بھلا
 لی تو میں مر جاؤں گی۔ راحیل کو موکھتا موکھتی کی توہین
 ہے۔ ایسے جوتوں جیسے میلے والے موکے سا
 میں نہیں رہ سکتی۔“

نورالصبح کی بہت ادھر ہی رہ گئی راحیل اس کے
 آخری جیلے۔ ضبط نہ کر سکا تھا۔ اس کے اندر ایک
 بڑا دل آتش فشاں لاوا اگلنے لگے تھے اور خون
 کپٹیوں میں بھوکریں مارنے لگا تھا ایسی شرماک
 توہین کا اس نے اس پشت بھر ڈیڑھ جھٹاک کی تھی
 سے تصور نہ کیا تھا۔ اس کے اندر کا اپنہند مرد کو
 چوت پر تھلا اٹھا تھا۔ اس کا رد عمل بہت شدید تھا
 پوری قوت سے اس نے نورالصبح سے ریسیور لے کر
 کر لیا۔ پچاس اچانک اٹھ پر وہ لڑکھائی اگر میرا
 نہ تمام تھی تو زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ راحیل نے
 سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کر لیا۔
 ”آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو۔ میں تمہیں چھوٹوں
 کا نہیں۔ اس کمرے میں زندہ دفن بھی کر دیا تو تو کوئی
 پوچھنے کی جرات نہیں کرے گی۔“ اس نے سختی سے
 ہاتھ نورالصبح کے شانے میں جیسے گاڑے ہوئے تھے
 ”آج بتا کر رہوں گا کہ کسی موکی موکھی کو لٹا کرنے
 کی کیا سزا ہے۔“

راحیل نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دھکا اور
 دوسرے ہاتھ سے اسے گھٹپٹا ہوا زبردستی اپنے کمرے
 میں لے آیا۔ دیوار کے ساتھ کھڑی نورالصبح نے
 حواس میں نہیں تھی۔ اسی کش مکش میں اس کی
 دھنچکا پڑی کر گیا تھا۔ اس ناگہانی پہ وہ بری طرح
 پٹائی تھی۔ اور اب تو اس کی کیفیت کا تو بدن میں
 نہیں دلی تھی۔ دو دنہ پلٹ کر کے وہ اس کی طرف
 مڑا تو نورالصبح نے آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے
 اس کی تواؤ کو یا مطلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اپنی صورت
 اسے قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔

”تمہیں ضرور معلوم ہونا چاہیے موہو نا کیا ہے
 تمہاری ساری غلط فہمیاں دور کر دوں گا۔“ راحیل نے
 سختی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹا

اس کی کھڑکی میں کچی نازک سی چوٹیاں راحیل کے
 ہاتھ باتوں میں ٹوٹ گئیں چند ٹکڑے نورالصبح
 کے پیچھے گئے وہ اپنی سسکی نہ روک سکی تھی۔ سسکی
 ادھر ہی رہ گئی راحیل نے بے رحمی سے اپنا ہاتھ
 اس کے منہ پر لوپ کے مضبوط ڈھکن کی طرح
 دھکا دیا۔

نورالصبح کا دل سینے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ یہ اس کے
 ساتھ کیا ہونے جا رہا تھا۔ کاش اس سے پہلے ہی موت
 لیا ہوتی۔ بے یار و مددگار چہرہ کی طرح نظر آرہی تھی جو
 بے خبری میں جل میں پھنس گئی ہو اس کا چہرہ خطرناک
 ہلکے پلازہ گیا۔

”بہت تم مجھ سے دیر بھاگتی رہی ہو“ میری قربت
 لہو سے لیے کر اہستہ آہستہ۔ آج اپنی نفرت کا
 مظاہرہ نہیں کر سکو گی۔“ وہ سفاک لہجے میں بولتا اس
 کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا۔
 ”نہیں۔ نہیں۔“ نورالصبح کی سرگوشی چیخ میں
 اٹھ گئی۔

”راہیل کے بازوؤں نے اسے اپنی فولادی
 گرفت میں جکڑ لیا۔“

”تم نے میرے اندر کے اپنہند مرد کو چھین کر اچھا
 نہیں لیا ہے۔“ وہ اسی طرح مخاطب ہوا۔ نورالصبح نے
 اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے بھرپور کوشش
 کی۔ اپنی جھونک میں سیدھا اس کا سر پوری قوت سے
 دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے
 تہاچ گئے۔ پھر دھنچکا پڑی تن گئی۔ اس کا سر
 بے جان انداز میں راحیل کے شانے پر گر گیا۔ تب
 اس نے دیکھا دانت ڈنڈھر شدہ دیوار پہ سرخ دھبہ سا
 نورالصبح کے سر کے پچھلے حصے سے خون تیزی
 سے کھسک رہا تھا۔ راحیل اپنا غیض و غضب بھول گیا
 اس نے اپنے لٹا کے وہ چلدی سے جینڈیج کا سامان لایا۔ وہ
 بے ہوش پڑی ہوئی تھی چہرے پہ خوف گھرا ہوا تھا۔

”راحیل صاحب اگر ڈیڈی نے اسے اس حال میں
 دیکھ لیا تو خیر نہیں ہے۔“ اس کا زخم صاف کرتے
 وہ بیٹھ گیا۔ دل میں وہ پریشان تھا۔ اس کی جینڈیج

کر کے راحیل نے سب سے پہلے اسے اس کے
 کمرے میں چھوڑا پھر خون ٹکڑے گور اور نیلے کاغذ
 بدلوایا۔ ظاہر ہے کہ ملازم اندھے تو نہیں تھے۔ وہ دیکھ
 سکتے کریم بچہ نور سیکڑے نے سب دیکھا تھا اپنے
 صاحب کی عالت سے بھی واقف تھے مگر ملازم تھے وہ کیا
 کر سکتے تھے راحیل آئے والے وقت کے لیے خود کو
 تیار کر رہا تھا۔ ملازموں کو اس نے سختی سے ذہن بند
 رکھنے کو کہا اور خود کو اس سارے واقعہ سے لاشعری
 ظاہر کرنے کے لیے وہ کاشف کی طرف چلا گیا۔ اس کی
 واپسی رات گیا۔ بچے کے بعد ہوئی سارے گھر کی
 لائٹس تن تھیں۔ اس کے دل میں انجانے سے
 خدشے بیدار ہوئے لگے سب سے پہلے اس کا سامنا
 نجم سے ہوا۔ جلتے سے پہلے اس نے نجم سے ڈاکٹر
 لودھی کو فون کر دیا تھا اس لیے قدرے مطمئن سا
 تھا۔

”ڈیڈی کہاں ہیں؟“ اس نے پوچھ انداز میں
 دریافت کیا۔ نجم لودھی میں لودھیں ملاتے ملاتے رک
 گئی۔

”بڑے صاحب اور بیگم صاحب چھوٹی بی بی کے
 کمرے میں ہیں۔ ابھی ابھی ہسپتال سے گھر لے کر
 آئے ہیں۔“ نجم نے بتایا۔

راحیل وہیں سے پلٹ کر نورالصبح کے کمرے کی
 طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنے دل پہ بوجھ سادھا محسوس
 ہو رہا تھا۔ وہ دو دنہ کو دھیرے سے کھولتا اندر داخل
 ہوا سامنے ترمین بیٹھی ہوئی تھیں۔

”کہاں تھے تم؟ کبھی گھر میں بھی نہ گیا کرو۔“
 ترمین نے غصے سے کہہ دیا۔ نورالصبح کی آنکھوں میں
 اسے دیکھتے ہی وحشت و نفرت تپنے لگی تھی۔

”میں سو فٹ نیچر کا مالک ہوں کسی کو تکلیف میں
 نہیں دیکھ سکتا۔ ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو میری
 گھر میں موجودگی پسند نہ ہو۔ اسے انہیں کیا ہوا
 ہے؟“

بولتے بولتے وہ اس کی طرف پلٹا اس کی ادھاری و
 حیرت اتنی فطری تھی کہ کسی کو ذرا بھی بے جا لگتا نہ

بول راجیل نے آنکھوں آنکھوں میں تنبیہ کی۔
 نورالصبح نے آنکھیں بند کر لیں۔ جیسے اس کی صورت
 نہ دکھانا چاہتی ہو۔

”مگر یہ رہو تو چاہے یہ ہاتھ دھو کر مٹی
 جھی۔ فجر نے ہدوت ڈاکٹر لودھی کو فون کر دیا تھا۔ شکر
 ہے کہ میں بھی مینٹک سے ہدوت گھر آئی۔ طاہر کو
 بھی بلوایا، ہم نور کو ہسپتال لے گئے تھے۔ ڈر تھا کہ
 دلغہ کے بعد مٹی جسے کو نقصان نہ پہنچا ہو مگر کبھی
 میں ایسی کوئی بات نہیں آئی۔ ہم ابھی ابھی گھر
 آئے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چند دن احتیاط کرنے کی
 ضرورت ہے شکر ہے بلینڈنگ زیادہ نہیں ہوئی۔“
 تین دیر سے دیر سے بتائے لکیں۔

”اب کیسی طبیعت ہے؟“

راجیل اس کے بستر کے قریب چیر کھینٹ کر بیٹھ
 گیا۔ وہ پوچھی آنکھیں بند سے پڑی رہی نور اس کے
 تجاہل عارفانہ پہ سکتی رہی۔ ”بچوت سے زیادہ خوف کا
 اثر ہے ڈاکٹر لودھی بتا رہے تھے۔“ اس کے بجائے
 تین نے کہا اور نورالصبح کے پاس بیٹھ گئیں۔ اس
 تمام عرصے میں طاہر بالکل چپ رہا۔

”لو بیٹا! اللہ ہی لو۔“ تین نے ادا نہیں ملا دیا
 زبردستی اسے بلانا چاہا تو وہ نفی میں سر ہانے لگی۔ وہ
 اس کے سر ہو گئیں مگر اسے اللہ حلق سے اتارنا
 پڑا۔

”آپ دیکھیں تو نہیں لیں کر دی ہیں۔“ اس نے
 نرمی سے پوچھا۔ اس نے گھٹن بدلی۔
 ”سنبھل کر دیکھ بھل کر قدم اٹھانا چاہیے اور نہ
 بندہ پوچھی پچھتا ہے۔“

اس نے نورالصبح کو ساگایا۔ اللہ میں خند کی گولی
 بھی مٹی۔ وہ لکھوں میں بے خبر ہوئی۔ ”آپ طاہر! چلو
 راجیل! تم بھی اپنے بندہ دھو کر میں۔ انہوں نے لائٹ
 آف کر دی۔ بیٹوں کرے سے نکل آئے۔“

تیسرے روز راجیل اپنے گروپ کے ساتھ شوز
 کے سلسلے میں حمہ عرب امارات چلا گیا۔ نورالصبح کو
 شہر شروع شروع میں اس کے پرفنسب انداز کا

تصور کر کے خند ہی نہ آتی تھی۔ اس کا جننی لودھی
 انداز یاد کر کے اس کا دل دھڑو دھڑو کرنے لگا۔
 ولی پوت کا اسے خاص المیوں نہ تھا کیونکہ اسی
 لئے اسے بچایا تھا۔

فارہ صدیقی ایک کھاتے پر خوشحال گھرانے
 تعلق رکھتی تھیں۔ جن ان کے دور پر سے گزرنے
 تھے۔ ان کی دلچسپی محسوس کرتے ہوئے ان کے
 لئے انہیں شادی کے بندھن میں جکڑ دیا۔ نانکے
 فارہ کے خواب جن کے دوسرے بڑے کے گھر میں
 لوٹ گئے جن کا چھوٹا سا بزنس تھا۔ وہ اسی
 مطمئن تھے مگر ان کی محدود آمدنی میں فارہ کے
 خواب پورے ہونے ناممکن تھے ملائکہ فارہ کے
 نے کئی بار جن کے دباؤ ڈالا کہ ان کے بزنس میں
 بناؤں مگر جن کی انا کو یہ سب گوارا نہ تھا بلکہ
 پوری کرنے کے لیے وہ مزے سے سکے وانوں
 سامنے ہاتھ پھیلاتیں ”اسی دوران ان کے گھر
 سنی نورالصبح نے جنم لیا۔ بچوں کے اصل نام
 اور تھے یہ تو فارہ تھیں جو اپنے امیرانہ منزل کو
 دینے کے لیے انہیں ایسے ناموں سے پکاری تھیں

نورالصبح کا نام پڑے چاہتے اس کی دادی ان کے
 تھا فارہ نے اس کے نام کو بھی دگانے کی کوشش
 مگر جن آڑے آئے۔ انہیں اپنی ماں کی طرف
 گوارا نہ تھی۔ ولی نور سنی مرزا میں رہ گئے
 جب کہ نورالصبح ہو سو باب کی عادات کا پر تو تھی

قاعدت ”جیسا پن“ احداث پسند مرزا اور وقار
 منجید کی۔ فارہ نے اس کے پیدا ہونے کے بعد
 اس کی طرف سے لاہور کی برلی تھی وہ طبیعتاً
 فطرت کی مالک تھیں۔ کیونکہ جن کی والدہ سے اس
 ہم رہنے کی غلطی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف
 توجہ نہ دیتی تھیں۔ یوں وہ دادی کی آغوش میں
 بارہ سال تک اس نے ان کے پر محبت و پر حرارت
 کے سامنے تلے زندگی گزار دی۔ انہوں نے ساتھ

نورالصبح کو بھری دنیا میں اکیلے ہونے کا احساس ہوا
 اولی اور سنی بھی اسے خاص لٹ نہیں کراتے تھے۔
 ہاں بہت بھڑا لوتھے مگر کھانا پسند نہ آتا تھا کسی کی
 کے برتن تو زور سے تھک رہے اور بھی شہ دیتیں۔ سوتلوں
 کے تختہ ان نور آئیڈیل ازم نے انہیں چڑچڑی بیزار
 ملکہ انہیں عرف اور لائق رست عورت بتلایا تھا۔
 جن کے تئیں پڑے بھائی شراکت کی بنیاد پر فیکٹری لگا
 رہت تھے۔ حکومت سے بھی قرضہ لیا گیا۔ جن سے
 گناہ وہ بھی انویسٹمنٹ کریں تو منافع میں پچیس فی
 صد کے حق دار ہوں گے ”فارہ کے مجبور کرنے پہ
 انہوں نے جمع بھائیوں کے حوالے کر دیا اور خود
 ملنے پر کر بیٹھ گئے۔ جب کہ انہوں نے باب کر لی مگر
 انہوں نے جب منافع کا شہر شروع کر دیا تو باب بھو لودھی
 نور لودھی جانا شروع کر دیا۔ پانچ چوبیس سال کے بعد ان کی
 لودھی میں بنی مصنوعات کی بوجھم تھی۔ جن احمد کے
 گھر خوشحالی آنے لگی پڑے بھائی سفیان نے اپنے
 فنانس سے ایک اور فیکٹری لگائی۔ ان کا شمار اب دولت
 مند افراد میں ہونے لگا تھا۔ چاروں بھائیوں نے شہر کے
 پوسٹ ملائے میں کو لیاں اور بٹلے خریدے اور وہیں
 رہا۔

نیسل کا ٹکٹ اشاکل ہی بدل گیا۔ شلوار قمیص
 کی جگہ تھری پیس سوٹ نور ”مغلی لباس“ نے لے لی
 لایاں بھی اس دور میں پیچھے نہیں رہیں۔ مغلی
 پوشیدہ غریبے زیب تن کرتیں کا فائونڈ زون لہجے میں
 نہ بکا زبکا ذکر انگشت ہوتیں۔

زانی کا اخیر سفیان احمد کے بزنس پارٹنر کے بیٹے
 رف سے چل رہا تھا سنی مدی میں انو الو تھا۔ اس کے
 دیکر زانی بھی ایسی ہی اخائی بے راہ مدی کا شمار
 تے وقت نے جن احمد کو بھی بدن دیا تھا۔ فارہ کے
 اندہ مایہ زنگی نے ان کے اصول و نظریات کو مات
 دینی تھی۔ انہوں نے فکست تسلیم کر لی تھی۔ مگر
 نور اللہ۔ فارہ کی حکمرانی تھی صرف نورالصبح ایک
 ایسی ہستی تھی جو نہیں بدلی تھی۔ صبا اور دھنک تو اس
 کے منہ پہ اسے بڑھی مدح کہتی تھیں کیونکہ وہ لادہ

سر پر لٹی تھی۔ کلب پارٹیز میں نہیں جاتی تھی۔ حیرت
 کی بات یہ تھی کہ اس کا کسی سے چکر نہیں چل رہا تھا۔
 سارا بر ملا تھی۔

”تم تو ہمارے خاندان کی گنتی ہی نہیں ہو۔ ساری
 عداوتیں گل اس والی ہیں۔“

فارہ بھی اس سے جڑی تھیں صبا دھنک ’دو بیڑہ
 کی مثل دیتیں کہ کیسے کیسے امیر لڑکوں سے دوستی کی
 ہوئی تہہ گھر میں صرف ایک عاشری ایسی ہستی تھی جو
 جن احمد کے بعد نورالصبح کے قریب تھی۔ عاشری فارہ
 کے بھائی کی بیٹی تھی ’جبکہ چار سال کی تھی تو اس کی
 امی کا انتقال ہو گیا تھا تو عرصہ بعد باب دوسری شادی
 کر کے فرانس بلایا ’عاشری کو پاکستان بھجوا کر کیونکہ اس
 کی دوسری بیوی کو کم سن عاشری کا وجود گوارا نہیں تھا۔
 فارہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں ’عاشری نورالصبح سے
 ڈھلکی برس بڑی تھی۔ تقریباً ’ڈولی کی ہم عمر مگر نورالصبح
 اسے بہت پسند کر لی تھی۔ دونوں میں آپ بٹلے کا
 ٹکلف نہیں تھا ’عاشری کی مستی ہو چکی تھی اس کا سیکرتر
 ایئر فورس میں گروپ کیپٹن تھا اور ایک کورس کے
 سلسلے میں سیلیم گیا ہوا تھا اسی سل عاشری کے تعلیم
 سے فراغت پانے کے بعد دونوں کی شادی متوقع تھی۔

فارہ نے نورالصبح پہ دباؤ بچھانا شروع کر دیا۔ وہ
 اسے بلور کرانا چاہتی تھیں کہ اس کی کوئی بھی حیثیت
 نہیں تہہ وہ اپنی من مانی نہیں کر سکتی۔ شروع سے
 ہی وہ ان کے عتاب کا نشانہ بنتی تلی تھی وہ ان سے
 مرعوب و خوفزدہ رہتی تھی۔ سر اٹھا کر بات نہ کر پاتی
 ڈولی اور رضا کی چٹ مستی اور مستی کے بعد بیٹا ہوا
 وہ دونوں انگلیتہ چنے گئے۔ ان کی شادی کے بعد فارہ
 نورالصبح کی طرف سے فکر مند ہو گئیں۔ ڈولی جب
 اولیا میں تھی تو اس کے بیٹے آنے شروع ہو گئے
 تھے۔ نورالصبح بھڑا امیر میں تھی۔ اس کا ابھی تک ایک
 رشتہ بھی نہ آیا تھا خاندان کے بھی کسی لڑکے نے
 نورالصبح کو نہیں پوچھا تھا۔ ان کے حلقہ احباب میں
 محدود تمام لوگ بیٹے چچے نورالصبح کا مذاق اڑاتے
 خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں کوئی بھی اس پہ مائل

نہ ہوا تھا کہ وہ صورت تھی، چہل تھی، بد اخلاق تھی، وہ اپنی تمام گزرتی سے زیادہ دلکش اور خوبصورت تھی۔ مگر اسے اپنے حسن کو نمایاں کرنے کا کوئی شوق نہ تھا، وہ لوگوں میں زیادہ کھلتی مٹی ہی نہیں تھی۔ ان کی کلاس کے لڑکے اپنی آنیدیل میں جو خوبیاں دیکھنا چاہتے تھے وہ نورالصبح میں پائیے تھیں۔ اس کا زبان تو ابھی تک دس مرلے کے مٹکن والے کینہوں میں پھنسا ہوا تھا، دولت آتے ہی سب نے وہ رنگ بدلتے تھے کہ نورالصبح حیران تھی۔ ایک سو ہی تھی جس نے تو بلی کے اس سیل رواں میں اپنی ایک انگ شائستہ برقرار رکھی تھی۔ اس کے اندر اب بھی وہی میانہ روی اور اعتدال تھا، اس نے کبھی زیادہ جیب خرابی کا مطالبہ نہ کیا، نہ کبھی اونٹ پٹا تک فرمائش کی۔ فاریہ کو حسرت تھی کہ وہ بھی بڑی کی طرح بھاری جیب خرابی لے کر شاپنگ کے لیے ان کے ساتھ دوئی جانے کی ضد کرنے پر ہی چلتے دقت میک اب کے لوازمات لانے کی فرمائش کرے، سارا کی منگنی پر شر کے سب سے منگے بوتھک سے سوٹ لینے کی ضد کرے۔ سزا اکل کے ہونمار بیٹے سے چکر ہی چلا لے انہوں نے اب خود نورالصبح پر توجہ دینی شروع کر دی، مگر اس کے سلسلے میں بھی خانہ ان بھر میں سرخو ہو سکیں، فیر محسوس انداز میں وہ اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لی چلی گئیں۔ نورالصبح کے ساتھ ان کا تعلق ایک محبت کرنے والی ماں کے بجائے آمرانہ تھا، وہ ویسے بھی فاریہ سے خوفزدہ رہتی تھی۔ یوں بھی اب مٹا، گھر، فاریہ کی حکمرانی تھی۔ جن احمد کا وہ نہ ہونے کے برابر تھا، کیونکہ وہ کوسو کے تیل کی طرح اپنے سہائے کو ضرب دینے میں لگے رہتے تھے۔



پرسوں بی بی میں "میوزک اسٹریٹ" کا کنسرٹ ہو رہا ہے، آئی کہہ دیں جس جیسے حضور جانا ہے۔ عاشر نے گنا سے کھاتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جاؤں گی مجھے شوق نہیں ہے میوزک کنسرٹ دیکھنے کا۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔ "پتا ہے یہ کنسرٹ ہمیں سروس بھلی دکھائے ہیں۔" کون سروس؟ نورالصبح نے حیرانی سے پوچھا۔ "وہی سروس جو دھنک کے ہاسوں ہیں اور فاروق سے اچھلی اے کی ڈگری لے کر آئے ہیں۔ وہ ہم سب کے ٹکٹ لائے ہیں۔ ہمیں حضور جانا ہے کیونکہ اس کا حکم تمہارے لیے خاص طور پر ہے۔" عاشر نے اسے رسلان سے بتایا تو وہ ہلکی بڑکی۔ دھنک اس کی تایا زلو تھی، سروس کچھ ہی عرصہ پہلے ہر سے آیا تھا۔ سروس کا مستقبل بہت روشن تھا پھر ابھی تک کنواری ہی تھا۔ وہ مرتبہ دعوت کے بدلے فاروق سے اسے گھر پر لے گیا تھا۔ خیالوں میں کئی بار وہ نورالصبح کی سروس کی وہ سن بنو، کچھ چکی تھی بس وہ خود سروس کنسرٹ لے جا رہا تھا۔ فاریہ نے اسے سنہرے جوتے کو صلح کرنا مناسب نہ سمجھا، تب ہی تو انہوں نے حکم پٹا کیا تھا کہ نورالصبح کو ہر محل میں سروس کے ساتھ کنسرٹ پر جانا ہے اور اسے خصوصی پہنی دینی ہے۔ اسے اختیار ڈالنے ہی پر ہے۔ "تبلیا تاج راحیل کے کنسرٹ میں جا رہا ہے۔" دھنک اور مہاتوور میں مزے لے رہی تھی۔ نورالصبح نے ہنسنے کی سے کرن کو جھٹکا۔ "پتا نہیں اس بے جگم اچھل کود اور بے منتہی لڑکوں میں جیسے کیا نظر آتا ہے عورتوں والے لڑکے اپنا ہے یہ لڑکے مجھے زہر لگتے ہیں۔" اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جو وہ سری لڑکیوں کو ذرا بھر نہیں اچھا لگا۔ "تم چلو تو سہی متاثر نہ ہو میں تو ہم بدل رہی تھی دھنک نے سراسر طرقت آنیلا۔ جب وہ سروس کے ساتھ ہوئی، پہنچیں تو وہیں کچھ بھرا ہوا تھا۔ عاشر اور مہاتو مہاتو بمشکل جیسے تلاش کیں۔ منجائش سے زیادہ لوگ تھے۔ لڑکے لڑکیاں

نے تازیوں اور سیٹیوں سے اسٹیج پر کودا رہے تھے، انہوں نے اشتعال کیا۔ اس شروع سے نورالصبح بڑی بیزاری محسوس کر رہی تھی۔ تماشائی گلوکاروں کا ہر پور ساتھ دے رہے تھے۔ لڑکے ڈانس کر رہے تھے اور لڑکیاں اب تک بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہمارے تھیں۔ نورالصبح کو بہت دلکوش ہوا اس نے لٹھری سانس بھرتے ہوئے نئی نسل کے نمائندوں کا جائزہ لیا جو لڑکا مائیک ہاتھ میں پکڑے گا رہا تھا۔ نورالصبح نے اسے حیرت سے دیکھا۔ ایک سلور رنگ کی جینز جس میں رنگ پر گئے کپڑوں کے چوکور ٹکڑے لگے ہوئے تھے اور جو ٹخنوں سے ہنسی بڑی تھی۔ بلک ستاروں بھری شرٹ جس کے سامنے کے تمام جن کھلے ہوئے تھے جس میں سے آپ نگر کار پچھ کے ہاتھ کی طرح بھرا سینہ جھانک رہا تھا۔ گے میں سونے کی دو مٹی مٹی مٹین بازاؤں پر کھدے ہوئے نیو جو عجیب و غریب جانوروں کی شکل میں تھے۔ اتھ میں سونے کا بڑا سیلیٹ مٹن میں ہلی اور کندھوں تک آتے ہلی جنہیں اہتمام سے کھلا چھوڑا گیا تھا۔ ہرے بے جگم دائرہ می موسیقی سے تھانی نسل کے لڑکے گلوکار کا حلیہ۔ نورالصبح کو شدید بیزاری محسوس ہوئی۔ وہ پورے ہل میں مائیک پکڑے چکرانا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہلی تین لڑکوں کو شاید مرکی کا دور بڑا ہوا تھا۔ جلد زحی کے املا شہکار جو بری طرح حرکت رہے تھے۔ کیا قائم نے ان ہی جوانوں کے بارے میں کہا تھا کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پر جو ڈالتے ہیں کندہ پروگرام ختم ہوا تو نورالصبح نے سکون کا سانس لیا۔ ہرے پروگرام کے دارلن وہ پہلو بدلتی رہی گئی۔ اب جیسے کسی عذاب سے اسے چھٹکارا ملا تھا۔ ہل آہستہ آہستہ خلی ہو رہا تھا۔ سروس کو اپنا ایک دوست نظر آیا تو اس کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ پرستار گلوکار کو کیرے کھڑے تھے۔ وہ چاروں بھی چل گئیں۔ "اتو گراف لینا ہے۔" عاشر نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہاتھ

چھڑانے کی جلد جلد میں وہ لن کے ساتھ اسٹیج کے اوپر آئی۔ سارا پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ اور بڑے جوش سے راحیل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ارد گرد اور لڑکیاں بھی تھیں جن کے لیوں سے ہاتھ لٹھری آہیں برآمد ہو رہی تھیں۔ "عاشر! میرا ہاتھ چھوؤ۔" مگر وہ کہاں سن رہی تھی۔ اپنی دھن میں راحیل کے سامنے جا کر کی جو آتو گراف لے رہا تھا۔ "چھوؤ میرا ہاتھ۔ کیا جنگی پن ہے۔" نورالصبح خاصی لڑکی تو از میں پوی تو وہ چاروں متوجہ ہو گئے کیونکہ بھیل چھٹن چکی تھی۔ "اتو گراف پلیز۔" دھنک نے پھولے پھولے سانپوں سمیت اتو گراف بک راحیل کی طرف پھینکی تو وہ مسکرا دیا۔ ہلی تینوں نے بھی دھنک کی تھک کی۔ راحیل نے اتو گراف بک سامن کر کے رو مینو کی طرف پھینکی تو نورالصبح پر بھی مٹی جو فصر ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوئی جا رہی تھی۔ مین اسی وقت سارا کو شرارت سوچیں۔ اس نے لپک کر نور کا ہاتھ پکڑا اور راحیل کے سامنے کر دیا۔ "نہیں بہت شوق ہے آپ سے اتو گراف لینے کا۔" وہ بھی ہاتھ پر مگر شرمیلی ہیں۔ خود نہیں کہیں گی۔ تب کی بڑی فین ہیں۔" راحیل نے مسکراتے ہوئے چہن والا ہاتھ آگے کیا تو وہ پھٹ پڑی۔ "نہیں بے شوق مجھے عورتوں جیسے چلنے والے مردوں سے اتو گراف لینے کا ہونہ تو مجھے تیرا دے بیو۔" سارا تو سارا وہ چاروں بھی اس مبارک۔ ہکا بکا ہو گئے۔ جب تک راحیل ہوش میں آتا، نورالصبح سروس کو تلاش کرتی باہر نکل گئی تھی اور اب کیس بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ "سوال کیجئے گا محترم! آپ کو ہماری انٹلٹ کرنے کا حق نہیں ہے۔" راحیل کا لہجہ تھا ہوا تھا۔ سخت شرمندہ ہو میں بمشکل تمام سوالیہ مانگ کر صورت بدل کو سنبھالنے کی کوشش کی کیونکہ راحیل

کے تیر جہاز تھے۔ اس کی تلاشی نکالیں ہل کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" سارا نے ہاتھ سنبھالنے کی کوشش کی اور بڑی مشکل سے اسے لہذا کیا تو وہ مارل ہوا مگر اس شرط پر کہ نورالصبح بھی لڑکی انہی بد تمیزی پر خود معافی مانگے گی۔

جیم کی شادی تھی اس تقویٰ کے سلسلے میں میوزیکل ٹائٹ کا اہتمام کیا گیا تھا اور میوزک اسٹریٹ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جیم ان چاروں کا مشترکہ دوست تھا۔ کالج یونیورسٹی میں انھیں زیر تعلیم رہے۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی اس نے گھر سے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ جب کہ وہ چاروں میوزک کی دنیا میں اپنے قدم مضبوط کرنے میں ملن تھے۔ کاشف کی بات اپنی کزن سے ملے تھی۔ میر کی بھی مقننی ہو چکی تھی۔ فراز بھی کیس الیو تھا صرف ایک راحیل بچا تھا۔ جیم کی شادی میں انہوں نے جیسے جیسے دوستوں والا کروا دیا کیا اور جوہ چڑھ کر جمعہ لیا۔ مندی کی رات جیم کے ہل بڑی چل پل تھی وہ چاروں بھی موجود تھے۔ جیم کی سہیلیاں اور دیگر لڑکیاں انہیں گھیرے جنہی طرح طرح کے سوالوں سے بچ کر رہی تھیں۔ راحیل بڑے اطمینان سے جواب دے رہا تھا۔ اسی بھیڑ میں اس کی نگاہ صبا اور عاشی پر پڑی تو جانے کیسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ وہ بھی اس کے پاس چلی آئیں۔

"مومن! آئی پوچھ رہی ہیں بار کھل رکھے ہیں؟" اس جلی پچھلی نواز پر راحیل نے بے اختیار ہنرٹ موزا۔ اس اکھڑے کو وہ لاکھوں میں بھی شناخت کر سکتا تھا اپنی توہین اور توہین کرنے والی اسے بھولی نہیں تھی اسے تو اس کے کپڑوں کا رنگ تک یاد تھا۔ ان میں نئی، فدا کر کے سٹاک تھا وہ بلی تینوں لڑکیوں سے لہاں انداز میں بھی منہ نہ دیکھی۔ نیت کے مغلیہ اراد اور ہوا دار ہاتھانے میں لمبوس پرسانیت کا وہ پہلا سر ہوا۔ وہ لاکھوں ہاں میں ملیہ نہ تھے۔

پہلوں کے کمرے سہائے وہ ایک لڑکی سے مصروف تھی۔ انداز میں باتیں کرتے ہوئے مڑ گئی تھی۔ راحیل نے اپنی محبت پر بے اختیار سر جھکا۔ اس کا کچھ وقت پہلے والا تھا۔ سارا گھڑ پ اسے یاد آیا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہ پھر ہر آئی۔ اس کے ساتھ جیم کی بہن تھی۔ "ارے نورالصبح! کچھ تو میوزک اسٹریٹ والوں کی پوری یاد ہے۔" ایک پیاری سی لڑکی نے اسے گھبراہٹ سے دیکھا۔

"میری بلا سے جو مرضی آئے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ انہی بے نیازی سے جواب دے کر آگے بڑھی۔ "تھی۔ اب وہ سب طرح طرح کے جیلے کس طرح تھیں۔" "میں پندرہ سو تصور کرتی ہے خود کو۔ راحیل سے لوگوں سے ملنا تو امر مزہ ہو چکا ہے اس جیسی لڑکی کے لیے یہ محترم۔" ایک لڑکی نے لڑکی ہاتھ لہرا کر بولی اور "اس جیسی لڑکی پر نورالصبح سب اس کی ذات کے نیچے لوہے کی طرح تھیں۔"

دھنک کا مگھیر آسٹریلیا سے آیا تھا۔ راحیل اور سفیان اس کی شادی کی تیاریوں میں مگن تھے۔ فاریہ اور عاشی کے ساتھ نورالصبح بھی روز تیار کیا جاتا۔ چھوٹے موٹے ڈیموں کام تھے جن میں وہ شامل تھی۔ دھنک تو رنگ خراب ہو جانے کے ڈر سے دھوپ میں نکلتی ہی نہیں تھی۔ اس کی شادی کی تیاریوں میں شاہنگ 'خاشی' میوزہ اور سارا نے کی تھی وہ تو مزے سے نت نئے نمک لگائے آرام کرتی اور کوئی چیز اس سے نہ آئے۔ آرام سے رجبیکٹ کرتی۔ وہ تینوں کی آگے آگے ہوئی تھیں۔

دھنک اور سارا کے دل غم میں راحیل کو اپنے کانٹے کھلایا تھا اگر وہ آج اتنا تو فریڈز میں وہ واہ ہو جاتی اور احساس برتری کو بھی تقویت ملتی۔ راحیل نے جانے کیسے آگے کا دھکا کر لیا۔ لب خاندان بھر گئی۔

راہیل کی بہن تھی کہ دھنک کی شادی پر میوزک اسٹریٹ والا راحیل آیا ہے۔ ہر فارغ نفس دینے سے بہت جذبات کرتی تھی۔ ان کے لیے اتنا بھی بہت دور ان سے تو بہت پر جوش ہو رہی تھی۔ "ہاں! دھنک اسٹریٹ میں جاتا اور گھر پر سکرز کو مدعو کرنا ہنری میں اسٹریٹ سکیل بننا جاتا تھا۔" دھنک کی شادی میں شہر بھر کی کیم جمع تھی۔ آنے والوں کا جہاز تھا۔ بہت زبردست لائٹنگ کی تھی۔ ہر آئے گئے کی نظر ضرور سہا رہی تھی۔ "راہیل! کچھ تو ایک لاکھ میں بنا تھا۔ رحمہ ایک کمرہ تیار ہی تیس واہ واہ ہو رہی تھی۔ نورالصبح اس نا انش سے دلچسپی نہیں تھی۔ دھنک کی شادی کے لیے لہو سلت فاریہ نے خود اپنی نگرانی میں تیار کیا تھا۔

فاریہ کو علم تھا نورالصبح سب سے دلکش اور بہت سے مگن لہو سلت اور سلیقے سے کیا گیا میک اپ تھا۔ فاریہ نے کہا ہو سکتا ہے کسی مل لوز کی راحیل کو اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے پسند کر لے۔ "یہ ایسا کیر لڑکے کی نگاہ اس پر پڑ کر وہاں آتا تھا۔"

دھنک کی مندی کی رسم ہو رہی تھی جب شور مچا تو فاریہ نے اسٹریٹ والے آئے ہیں۔ سب رسم کو کر رہی تھی راحیل کے استقبال کے لیے چلے گئے۔ اسے انداز میں سے اندر لایا گیا۔ دھنک اور میوزہ کی باتیں سن کر فاریہ نے انہیں اتنا مشہور باب سکرز کے گھر لے آیا تھا جس کے گانے انٹر نیشنل چارلس پہ چل رہے تھے۔ سب اس کے گرد شہ کی گھیبوں کی طرح گھومتے۔ دھنک کہہ رہی تھی کہ دھنک بھی پشتر اس سے بہت پسند کرتی تھی۔ وہ تقریباً توہ کھنہ وہیں رہا۔ ہزاروں آنے والے تھے۔ سب سے بڑا تھی۔ اس تے تے سے آگے والی نورالصبح کو اس نے بھی دیکھا وہ نہ تو آگے بڑھ سکتی تھی۔ وہاں لوزوں کی طرح تار ہوئی۔ اس نے ایک ایک انجی سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ اس نے "حیران تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس کی

کزن نورالصبح کی جان کو آگئیں۔ "راہیل کے ساتھ کھیں اتنا فضول وہ یہ اپنانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کیا سوچا ہوگا۔ اتنا مشہور تو ہی پہلی بار ہمارے گھر آیا اور تم کتنے روز اور اسٹریٹ طریقے سے پیش آئیں۔" "ہاں اسے بڑے لوگوں میں اتنے بیٹے کا سلیقہ ہی نہیں ہے۔" وہ میوزہ نے بھی دل کی بھڑاس نکالی۔ "وہ چپ رہی۔ تیر لہوں کے آگے دویسے بھی بے بس ہو جاتی تھی۔ سنا ہے اس کو آنا ہی نہیں تھا اس کی ہاں کنوڑی سے سب خاندان اٹھاتے تھے۔"

دھنک کی رخصتی پر راحیل پھر آیا تھا۔ اس بار اتنا ہوا کہ نورالصبح نے اسے سلام کیا۔ کیونکہ اس کے ساتھ جیم کی بہن نننا نے بیٹھی ہوئی تھیں۔ جیم راحیل سے گہری نگاہ تھا۔ اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ نورالصبح کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی کیونکہ وہ میوزہ کزن تھیں۔ وہاں سے ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔ نورالصبح پہلے خواستہ کی ہوئی تھی راحیل نے بھر پور طریقے سے اس کا جائزہ لیا۔ کچھ ایسا تھا اس لڑکی میں کہ وہ اسے اہمیت دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ جی فکر کے خوبصورت سے لباس میں نورالصبح کا کندنی سر لاکھ رہا تھا۔ پہلے کی طرح اس نے دلہنہ سر پہ نکایا ہوا تھا۔ اس کے سر پہ سے انداز سے ہم عمر لڑکیوں والی شوخی و شرارت۔ مگر منقود تھی نہ شرارتیں نہ چیمیز چھاڑ نہ لواٹیں۔ یوں چپ خاموش بیٹھی وہ قدیم داستانوں کا دیو مالکی کردار لکھ رہی تھی۔

"یار جیم! ان محترمہ کا ہاں دینا تو تھا۔" "بھیز جھٹے ہی اس نے سوال کیا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جیم کی بہن نننا اس کے ساتھ ساتھ ہے پھر جیم کی شادی پر بھی وہ اسے دیکھ چکا تھا۔ "کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو ویسے اتنا بتاؤں کہ تم نے اس بار غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ وہ ایسی دسی لڑکی نہیں ہے جس خود اس کا حرام کر رہا ہو۔" راحیل خاموش رہا تو وہ چر گیا۔ "کھیں کوئی اور چکر تو نہیں ہے۔" اس کا بھ

ملکوک تھا

"نہیں یارا" راحیل نے جلدی سے سنبھل کر وضاحت کی۔

"خیر تم بے شک تروید کرو میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ویسے یہ لوگ تمہارے اسٹینس کے مطابق نہیں۔ نو رویتے ہیں پھر بے پروہ کر نورالصبح کا مزاج اپنے سب خاندان والوں سے الگ ہے۔ کبھی کسی لڑکے کو اس سے اکھار محبت کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اپنی نغمانہ اس کی ہوی مداح ہے۔ کبھی ہے کہ لڑکیوں کو نورالصبح کی طرح مضبوط اور جلو قادر ہونا چاہیے۔"

میر نے اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اتفاق سے اس جینھی نغمانہ کے کلاں میں بھی ان کی کچھ باتوں کی تکہ پڑ گئی۔
"یہ آپ کس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں؟"

"یہاں دھنک کی کرنز اور تمہاری دوست نورالصبح کے بارے میں میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے اونکے مزاج کی ہے۔" مجھ بے نیازی سے بولا۔

"جی نہیں۔ آپ کی غلط فہمی ہے۔ نور تو اتنی اچھی اور نرم مزاج ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ عام فیشن اہل لڑکیوں سے وہ بالکل مختلف ہے۔ اسی وجہ سے فار یہ آئی کو بھی اس سے شکایت ہے۔ فرسٹ ایئر سے میری نور سے فرزند شپ ہوئی۔ اب ہم تھوڑا ایئر میں آگئے ہیں۔ یعنی ہماری دوستی میرے سہل میں داخل ہو گئی ہے۔ اس جیسی لڑکی پورے کالج میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس کی پائی گزشتہ آف ہیں پر یہ ایسی نہیں ہے۔ ایک سانس میں بولتی ملی گئی۔

"پر آپ دونوں اس کے بارے میں کہیں باتیں کر رہے ہیں۔" وہ یاد آیا۔ دھنک نے مجھے بتایا تھا راحیل بھائی! لی سی میں آپ کا جو کسرٹ ہوا تھا وہیں نورالصبح کی طرف سے کچھ بد تمیزی یا بد مزگی ہو گئی تھی۔
نغمانہ کو ہدقت یاد آیا تو وہ پوچھ نہیں مگر راحیل نے

بڑی صفائی سے اسے مل دیا

پھر جانے کیا ہوا کہ وہ راحیل کے حواسل میں طرح سوار ہو گئی۔ اس لیے نہیں کہ وہ

خوبصورت تھی بس اس میں بہت سی باتیں تھیں جنہی لڑکیوں سے اس کے انفرز جملے چل رہے تھے۔ لڑکی ان سب میں صفائی تھی اس نے راحیل کو اہمیت ہی نہیں دی تھی۔ ایک اور عجیب سی علامت راحیل کو وہ عجیب سی کہ وہ اپنے حسن کو نمایاں نہیں کرتی تھی۔ اس کی ہون لگا جیسے وہ یہ سب جان کر کرتی ہے اس کی شہساز لڑکیوں اپنے رنگ و روپ کو نت نئے طریق سے سامنے لاتی تھیں جو زیادہ حسین نہیں تھیں مصنوعی کیل کاتوں سے آراستہ ہوتیں ایسے لڑکیوں زیب تن کرتیں جس سے جسنانی خوبصورتی ہوتی۔ پر یہ کیسی لڑکی تھی جسے اپنے زہد حکم حسن کا احساس تک نہ تھا۔ بے چاری احساس کرتی ماری شاید آج تک کسی نے اسے بتایا نہیں ہے کہ کتنی دلکش اور پراسرار حسن کی مالک ہے۔ قدر تو جو ہری جانتا ہے کیونکہ اسے تراشا جاتا ہے۔ سینے اچھے گزر جائیں گے۔ یہ تو نور بھی اچھی لڑکی ہے کہ کسی نے آج تک اس سے اکھار محبت نہیں ہے۔ ان چھوٹی ٹی ٹی لڑکیوں کو کملی کملی راحیل ہونٹوں پر مسکراہٹ تھیل رہی تھی۔ نور کے منصوبے کے تانے بانے میں الجھا ہوا تھا۔

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشری کا دیا فون نکال دیا۔ عین احمد کا نمبر لائے۔ لگے۔ دوسری طرف سے لے رہی اور اٹھایا اور اس کے انتظار کرنے پر عاشری کے علاوہ کوئی بھی کمرہ موجود نہیں ہے۔ لائن پر تنکی خاصی حیران تھی کہ راحیل جیسے معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پر مجھے معلوم کرنے کا وقت کسے نکال لیا ہے۔ نورالصبح کے لگے۔ نورالصبح اگر اتفاق سے فون پر

اور یہ نور فراموشی کو سنتی۔ راحیل کی من تمام انہوں نے اپنی پھر گیا جو اس نے نورالصبح سے بات کرنے کے سلسلے میں کی تھیں۔ وہ دن بہ دن اس میں ہاتھ پائی شش محسوس کر رہا تھا۔

اسے کہہ رہا تھا کہ وہ "پکا پھل" نہیں ہے جو ذرا بڑا ہو رہا ہے۔ اس کی تعریف میں اگرے کا پھر نے عاشری کو ششیں کر کے دیکھ لیا کہ ایک بار ہی اس سے اس کے اکیلے میں ملے۔ تلاء ہو جائے تو آئندہ اس سے... بھی بھلے کی جب ہر موڑ پر ناکامی ہوئی تو وہ اور... نے یہ مجبور ہو گیا کہ تلاء اسے اندازہ ہو چکا کہ وہ ہوں غرٹ کے ذریعے وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ توڑی ہی دل لگی اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ تھی۔ اس نے جاری ہی سامنے ہی سی رہی وہ ہاں کہ وہ پکا تھا۔ دل کسی نئے نپے کی طرح ہلک ہوئی۔ پر یہ کیسی لڑکی تھی جسے اپنے زہد حکم حسن کا احساس تک نہ تھا۔ بے چاری احساس کرتی ماری شاید آج تک کسی نے اسے بتایا نہیں ہے کہ کتنی دلکش اور پراسرار حسن کی مالک ہے۔ قدر تو جو ہری جانتا ہے کیونکہ اسے تراشا جاتا ہے۔ سینے اچھے گزر جائیں گے۔ یہ تو نور بھی اچھی لڑکی ہے کہ کسی نے آج تک اس سے اکھار محبت نہیں ہے۔ ان چھوٹی ٹی ٹی لڑکیوں کو کملی کملی راحیل ہونٹوں پر مسکراہٹ تھیل رہی تھی۔ نور کے منصوبے کے تانے بانے میں الجھا ہوا تھا۔

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشری کا دیا فون نکال دیا۔ عین احمد کا نمبر لائے۔ لگے۔ دوسری طرف سے لے رہی اور اٹھایا اور اس کے انتظار کرنے پر عاشری کے علاوہ کوئی بھی کمرہ موجود نہیں ہے۔ لائن پر تنکی خاصی حیران تھی کہ راحیل جیسے معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پر مجھے معلوم کرنے کا وقت کسے نکال لیا ہے۔ نورالصبح کے لگے۔ نورالصبح اگر اتفاق سے فون پر

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشری کا دیا فون نکال دیا۔ عین احمد کا نمبر لائے۔ لگے۔ دوسری طرف سے لے رہی اور اٹھایا اور اس کے انتظار کرنے پر عاشری کے علاوہ کوئی بھی کمرہ موجود نہیں ہے۔ لائن پر تنکی خاصی حیران تھی کہ راحیل جیسے معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پر مجھے معلوم کرنے کا وقت کسے نکال لیا ہے۔ نورالصبح کے لگے۔ نورالصبح اگر اتفاق سے فون پر

جانے یہ رضامند ہو گئیں پھر ایک دن انہیں اپنی آمد کی اطلاع دے کر وہ ان کے بل کی گئیں۔ عاشری پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اتنے باہمی گرائی خاندان کی عورت کا ان کے گھر تا خلل از مطلق نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے تمام ملازمین کو ہدایت کی اور نورالصبح کو ذرا تنگ دم میں مسماںوں کے پاس روانہ کیا۔ وہ خصوصاً جیسے نرم لہجے میں سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئی۔ ترہین اس کی پڑھائی اور دیگر مشاغل کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

ان کے جانے کے بعد فارہ نے فون اپنی طرف کھسکا یا اور رحیم بھابھی کا نمبر ڈائل کیا۔ اس بار جانے کیوں انہیں یقین سا ہونے لگا تھا کہ وہ رحیم کو ہرا کر پھوڑیں گی۔

"پھر کیسی لگی؟ آپ کو؟" راحیل بڑے اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔
"اچھی ہے۔ پر اس کی اور تمہاری ملاقات میں بہت فرق ہے کیونکہ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت اور روایت پسند ہے۔" انہوں نے ایک کمری نگہ راحیل پر ڈالی جس کا چہرہ دبے دبے جوش سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"میرے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے پتا ہے کہ وہ بہت کنزرویٹو ہے۔" راحیل کا طبیعت انہیں چونکا گیا۔ انہوں نے اسے کچھ جتنا چاہا پر اس نے لاڈ سے بازو ان کے گلے میں ڈال دیے۔

"طبیعت ماما! مجھے پسند ہے اور بس یہی امور تھ ہے۔" وہ دل میں کچھ سوچ رہی تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نورالصبح انہیں اچھی لگی تھی۔ مگر بھی ٹھیک تھا۔ فارہ نے مسماں داری بھی اپنے طریقے سے بھائی تھی مگر کوئی بات انہیں اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ اگلی بار وہ رشتے کی بہت کریں گی۔ پہلی بار انہیں یہ مناسب نہ لگا تھا پھر ظاہر

بھی ساتھ نہ تھے۔
 "ہاں ہے راحیل کی مائیکہں لگی تھیں؟"
 رات جب وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی تو عاشری
 نے اس سے سوال کیا۔ وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی
 تھی اس کی بات پر زیادہ حیران نہیں ہوا تو عاشری کو غصہ
 آگیا۔ "مجھے تو دل میں کھانا لگ رہا ہے۔"
 "دل میں کھانا تو کئے گا ہی، کس سے تمہارے چکر
 میں تو نہیں ہے۔" اس کی بات فوراً طلب تھی۔ عاشری
 گھبراہٹ میں "پر فوراً" مطمئن سی ہو گئی۔
 "میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں شاہد کے ساتھ
 لنگر بند ہوں پھر میرے ساتھ راحیل کا وہ یہ ایسا نہیں
 ہے کہ گئے وہ مجھے پسند کرنے لگا ہے۔ البتہ تمہاری
 طرف کے حالات ذرا اگڑ بڑ ہیں۔"
 عاشری نے کہا تو نور الصبح نے ناگواری سے اس کی
 طرف نہ کھلا۔ "ہو نہ فضول بات نہ کرو میں نے کبھی
 سلام دعا سے زیادہ بات نہیں کی۔ تم ہی لوگ اس کے
 آگے بچھ رہی تھیں، مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں
 ہے۔ تم ہی سب بھینڈی آہیں بھر رہی تھیں۔"
 غاصی خالک رہی تھی۔
 "تو ہے تم سے لب اسے ایسا تو مت کہو۔ اگر
 علیہ سنوار لے تو وہاں وہ ویسے قدرت سے تو راحیل پیش
 ودر با کسر یا تھلیٹ لگتا ہے اور ایسے لڑکوں پر لڑکیاں
 آج کل زیادہ ہی مر رہی ہیں۔"
 عاشری سے رہا نہیں گیا تو بول پڑی۔
 نور الصبح نے ہاتھ میں پکڑا لکھیا اسے سنار۔ "وہ
 با کسر لگے یا تھلیٹ، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں
 ہے، تم ہی سو اس پر۔" اس نے چادر منہ پر تان کر
 بحث سمیٹے گا گویا حتی اعلان کیا۔

❖ ❖ ❖

ترجمین نور طاہر نے راحیل کے لیے نور الصبح کا
 رشتہ طلب کیا تو قاریہ تو قاریہ، جن بھی حیران نہ گئے۔
 لیکن جن کو راحیل بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ پہلی
 ملاقات میں انہیں اکھڑا اور بد تمیز لگا۔ قاریہ نے رسی

طور پر غور کرنے کی صلت مانگی مگر جن نے
 جانے کے بعد کہہ دیا کہ وہ نور الصبح کا رشتہ طلب
 کریں گے۔
 "میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ وہ لوگ اگلے
 کو منگنی کی رسم کرنے آئیں گے۔" قاریہ نے
 گھورتے ہوئے اظہار کیا۔
 "تمہارا دل تو نہیں چل گیا۔ میری مرضی
 ایسا نہیں ہو سکتا۔"
 "دل تو تمہارا چل گیا ہے۔ اتنے دنوں
 خانہ جن سے اتنے مشہور لڑکے کا رشتہ کیا ہے
 کبھی خواب میں بھی ایسے رشتے کا تصور
 ہو گا۔"
 قاریہ کی تواضع سے بلند تر ہو رہی تھی۔
 کی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ نور الصبح کمر بستہ
 دو انٹے سے لگی کلب رہی تھی۔ جن کف
 چلے گئے۔ جیت بیٹھ گی طرح قاریہ کی ہوئی
 آخر دم تک جن انہیں قائل کرنے کی کوشش
 کرتے رہے۔
 "نور راحیل جیسے لڑکے کو پسند کریں نہیں
 جن کی ہماری کلاس الگ ہے، مزاج مختلف ہیں
 وانداز طرز زندگی جدا ہیں۔ ہم دولت میں جن
 نہیں کر سکتے۔ نور وہاں خوش نہیں رہے گی۔
 لوگ کسی کے ساتھ زیادہ عرصہ قلع نہیں رہا
 اس چکا چند میں ہماری بیٹی اسے کب تک
 کی۔"
 وہ آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ راحیل کا
 کربہ ان کی طبیعت کد رہ گئی تھی۔
 "تم سدا کے ناشکرے ہو۔" قاریہ نے
 کے طور پر کلب جن کے کندھے پر کچھ اور بھی
 گئے اس عورت سے جیتنا ناممکن تھا۔

❖ ❖ ❖

راحیل کے شاندار سے گھر کے مقابلے میں
 اپنا گھر کسی سالک رہا تھا جن کا شمار جن عورتوں

ہوتا تھا جو بیٹھ ہی کتڑی کا شکار رہتی ہیں۔ وہاں سے آکر وہ لور بھی مرعوب ہو گئی تھیں۔ ان کا دل تو تھا کہ منگنی کی تقریب کسی قایم اشار ہو مل میں کریں گی تاکہ طاہر لور ترمین کے حلقہ احباب میں اپنے سس اپنی کتڑی کا بھرم نوٹنے پائے۔ سو سارے کام ان کے ارادوں کے عین مطابق سرانجام پائے۔

منگنی کی تقریب میں اس کی تمام گزنی منگلو کا محور اس وقت وہی تھی۔ راحیل بست خوش لگ رہا تھا۔ من پسند لڑکی اتنی آسانی سے مل جانے کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کیونکہ حمن احمد کا رویہ دیکھ کر اسے ہرگز یقین نہیں تھا کہ وہ یہ پروپونل قبول کر لیں گے۔ دل میں تو اسے حمن احمد کے تیور دیکھ کر غصہ آیا تھا۔

اسے کیا خبر اس دنیا میں حمن جیسے وضع دار لور خود دار شریف انفس لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک دولت کی اہمیت ہاتھ کے میل کی طرح ہوتی ہے۔ تو قاریہ کی لاپٹی اظہرت تھی جس کے ہاتھوں وہ کھلو تانین گئے تھے لور دولت کمانے کی دھن میں اپنا آپ فراموش کر گئے تھے۔ ایسا تو انہوں نے نہیں چاہا تھا۔ لور اصبح لور راحیل کی منگنی پر بھی وہ خوش نہیں تھے۔ راحیل کے دوستوں نے اسے خلوص دل سے مبارکباد دی وہ بے فکرے کھنڈرے لور حمن اس کے اس ایڈوینچر پر خوش تھے۔ لور اصبح کو بھی اس کی کوئی نئی مہم جوئی خیال کر رہے تھے۔ قاریہ کا سر لوٹتا ہوا جا رہا تھا۔ انہوں نے رحمہ کو شکست دے ہی ڈالی تھی۔ ان خوش باش بے فکرے لوگوں کے درمیان تین بندے ایسے بھی تھے جو اندر ہی اندر اپنی شکست کا ماتم کر رہے تھے۔ رحمہ لور لور اصبح تھے۔



منگنی کے بعد راحیل کا کنسرٹ پہلی بار آرٹس کونسل میں ہوا تھا۔ اس نے قاریہ سے کہا کہ وہ لور اصبح کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے۔ تو خوشی خوشی راسی ہو گئیں۔ محنت نور اصبح کو بھی تیار ہونے کو کہہ عاشری کا دل بھی چاہ رہا تھا۔ وہ جھٹ پٹ تیار

ہو گئی سب سے آخر میں نور اصبح نکلی۔ تو کئی تھپی ابھی سے ہزار ہوا شہر ہو گئی۔ اگر قاریہ کی نگوار سر پر نہ لٹک رہی ہوتی تو وہ بھی نہ آتی۔ ایک ایسے ہی کنسرٹ میں آنے سے راحیل اس کی زندگی پر قابض ہو گیا تھا۔ لب آئندہ جانے کیا ہونے والا تھا۔ ناشی اور اس کی ساتھ والی نشستوں پر الٹا ملاؤن لڑکیوں کا گروپ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ راحیل کے بارے ہی میں باتیں کر رہی تھیں۔ اس کی نئی اہم پر اظہار خیال ہو رہا تھا۔ لڑکیوں کے ساتھ اس کے معاشقوں کا ذکر کیا جا رہا تھا۔ اسے تو ان لڑکیوں کے خیالات سے کچھ نہ آئے۔ کاشف فراز لور سمیر بھی ذرم نگار اور کی پورٹ سمیت اسٹیج پہ آچکے تھے۔ لور راحیل بھی مائیک سنبھل چکا تھا۔

رنگ برنگی روشنیوں کا دائرہ سمٹ کر اسٹیج پر مرکوز ہو گیا۔ پروگرام شروع ہوا تھا۔ نور اصبح کو یوں لگا جیسے راحیل بار بار اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ گاتے گاتے اسٹیج سے اتر آیا۔ لڑکے لڑکیں کا ہجوم بے قابو ہو گیا۔ وہ میوزک کی دھن پر جموم رہے تھے۔ جس جس کے قریب سے گزرتا تھا اسے ہاتھ لگا کر چھو کر گویا کوئی معلوت حاصل کرتا۔ وہ پورے ہل میں چکرانا پھر رہا تھا۔ لب وہ اپنا مقبل ترین نمبر گا رہا تھا۔ اس کی اہم کا سر ہٹ گا تھا۔ یہ گانا لب حمن چارٹس میں پہلے نمبر پر تھا۔ کئی بہتوں سے اس گیت کے نمبر کی پوزیشن پر فرق نہیں پڑا تھا۔ اسی وجہ سے راحیل کے فریش اہم نے راکارڈ ٹوڈیل کی بھی لور لب انٹرپرائز چارٹس پر بھی اس کے گاتے آنے شروع ہو گئے تھے۔ پھر حسن کے موضوع پر گائے جانے والے ایک گانے نے اس کو بین الاقوامی میوزک کی دنیا میں شہرت دے دی تھی۔ آج کل میوزک اسٹیٹ لائون ہاتھوں سے دولت و شہرت سمیٹ رہا تھا۔ دھڑا دھڑا انڈیوڈز چھب رہے تھے۔ تصویریں لگ رہی تھیں۔ خبریں بن رہی تھیں۔ باہر کے لورز ہو رہے تھے۔ ساتھ ساتھ راحیل کے اسکینڈل بھی بن رہے تھے۔ اسے پورا نہیں لگتا تھا۔ زندگی کے ایک ایک ٹیکڈ سے انجوائے منٹ کا قائل

تھا۔ جب سے نور اصبح اس کی زندگی میں داخل ہوئی تھی یہ معاملہ اس کے نزدیک بہت اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ راحیل اس وقت اگلی رو کے نزدیک تھا۔ پر شور میوزک سن رہا تھا۔

تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل
تیرے آنکھوں نے کیا ہے پاگل
وہ ایک تھا بے جذبے گارہ تھا۔
کیا خوابوں میں میرے ہر
روز کرتی ہے مجھے پاگل
کچھ بے فکرے پر خوش فوجوں اسٹیج پر چڑھ آئے۔
گانا ختم ہوا تو پہلے تانین کی آواز سے گونج اٹھا۔
شائقین سیٹیوں تانین لور ہوئی بوسوں کی صورت
میں دلوں سے رہے تھے۔
پروگرام رات گئے ختم ہوا۔ راحیل چاندی طرف سے ہجوم میں گمراہ ہوا تھا۔ یہ سب اس کے رستار تھے۔ لور اصبح جلد از جلد سب سے لگنا چاہتی تھی۔ اس نے عاشری کی تلاش میں نکلی۔ وہاں اسے عاشری باکر اس کی پریشانی دیکھ رہی تھی۔ لور عاشری راحیل کے ساتھ کھڑی تھی تاکہ لٹنے جلنے والوں پر رعب پڑے۔ اسے نور کی پریشانی کا ذرا بھرا احساس نہ تھا۔ پہلے تو اسے سے نواہ خالی ہو چکا تھا۔ تو گراف کے شوقین راحیل کے گرد جمع تھے۔ کچھ تصویریں بنوا رہے تھے۔ کچھ باہر کا رخ کر رہے تھے۔

”نور اصبح کہاں ہیں؟“ وہ فراغت پا کر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اکیلی عاشری کو دیکھ کر پوچھا۔
”کچھ ایسی گئی“ اسے اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔
اس کی فکری کا سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔
راحیل فراز سمیر اور کاشف کو خدا حافظ کہہ کر عاشری کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔ ستون کے ساتھ کھڑی لور اصبح لپک کر سامنے آئی۔
”اب بھی کیا ضرورت تھی آنے کی؟ میں تو مجھنے سے میل کھڑی جھک رہی ہوں۔“
”وہ راحیل کو بیک نظر انداز کر کے اس پر چڑھ دوڑی“ جواباً عاشری نے اس کا غصہ کھنڈا کرنے کے

لیے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیے۔ جی تو چاہا رہا تھا کہ عاشری کو لور بھی کھڑی کھڑی سٹائے راحیل نے گھوم کر سٹائیل کی کار کا وہاں کھولا اسے پیچھے بیٹھنے دیکھ کر حینہ نہ سکا۔

”میں کب کا ڈرائیور تو نہیں ہوں؟ آگے بیٹھیے۔“
اس کے تیور ہار ماننے والے نہیں تھے عاشری نے بھی آنکھوں سے اسے اشار کیا۔ ہمارا آگے بیٹھ گئی۔
”آپ کو پروگرام کیسا لگا؟“ اس کی ایک نگہ ڈراسی توجہ کی خاطر وہ اسے مخاطب کر بیٹھا۔
”بہت زیادہ سٹ۔“ اس کے بجائے عاشری کی طرف سے جواب آیا۔
”کب بیٹھ ہی اتنی چپ رہتی ہیں؟“ پھر ایک سوال تیار تھا۔ ”نہیں بولی۔“
”کیا میرے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا ہے؟“
ڈرائیو تک کہتے ہوئے اس نے مکمل جرات سے دوسرے ہاتھ میں لور اصبح کا چڑیا سا ہاتھ پکڑ لیا۔ لور اصبح کا ہاتھ تھکتے ہوئے اسے عجیب سا احساس ہوا۔ ایک ایسا احساس جس سے وہ پہلی بار آشنا ہوا تھا۔ علاوہ کسی لڑکی کا ہاتھ تھامنا اسے پہلے اس کے لیے نئی بات نہ تھی۔
”مجھے یہ فضیلت باتیں پسند نہیں ہیں۔“ نور اصبح اس کی اس جرات پر شکاں دی ہو گئی۔ اس کی توازن دہلی بیٹھن سخت تھی۔
”اس میں کیا برائی ہے؟“ لورجے میں ہمارا مضبوط ریٹینشن شب ہو گا۔“ راحیل کو مطمئن ہوا نہ تھی۔
”جب ہو گا دیکھا جائے گا۔“ وہ نئی سے بولی۔
عاشری بہرہ یی ہوئی تھی۔ یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہاں سے ہی نہیں۔ نور اصبح دواڑے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ راحیل جان کر سکواڈ راج تک کر رہا تھا۔
کمر بچ کر نور اصبح نے تو شک کا کلر پر محالو رستہ زحیر ہو گئی۔

آئی۔ اسے لہند محسوس ہو رہی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد کتب کھول کر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔ جانتے دو سمجھتی راتیں تھیں، لہند کی لور پر اسرار۔ ناشی قاریہ کے ساتھ ایک تقریب میں کئی ہوئی تھی۔ مہمان احمد بزنس میننگ کا نام کرنا بھی تک نہیں لوٹتے تھے۔ یوں گھر میں نہ نوکروں کے ساتھ اکیلی بھی مہمانی کا گھر میں ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اسے اپنے مشاغل سے ہی فرمت نہ تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اب تو جمائیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اچانک فون کی گھنٹی نے اسے متنبہ کر دیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے ریسیور اٹھایا۔
"وعلیکم السلام۔" دوسری جانب پر شوق انداز تھا۔
وہ فوراً پہچان گئی رگ و پے میں بیڑاری کی لہری لڑ رہی تھی۔

"جی فرمائیے، کس لیے فون کیا ہے۔" اس نے اپنی ٹاکواری جھانکنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔
"رات گئے ایک لڑکا اپنی سنگیتر کو کیوں فون کرتا ہے؟" مہمانی خیز انداز میں سوال کیا گیا۔
اس نے ریسیور کھیل پر چمکا۔ "کھنیا، تھوڑا کلاس۔" گھنٹی پھر ایک تواتر سے بج رہی تھی۔
"جی فرمائیے۔" وہ پھاڑ کھلنے والے لیے جسے میں بولی۔

"اب اگر فون بند کیا تو میں آنٹی کے موبائل بھر پر ٹرائی کروں گا اور ان کو تو آپ جانتی ہیں ٹی۔"
تھوڑے عرصے ہی میں وہ قاریہ کے اختیار کا مشاہدہ کر رہا تھا اس لیے ان کا نام لے کر اسے ڈر رہا تھا۔ نور الصبح کے ہاتھ ریسیور پر دھیلے پڑ گئے۔ اگر وہ ان سے شکایت کر دے تو قاریہ فوراً لے لے لیتیں اور گھر میں ایک نیا محلہ کھل جاتا جس میں وہ کمزور پڑ گئی۔

"چھاجلدی سے بولیں، مجھے پڑھنا ہے۔" وہ اسی انداز میں بولی۔
"تھوڑی سی کتابوں کو مجھ سے اور انتظار نہیں کیا جاتا۔" راحیل کی بے ہنگامہ محکومیت ہی کھٹکتی تھی۔

"اچھا تھوڑی سی بات کو میں آپ کو ایک قسم سناتا ہوں Long distance call اس کا عنوان ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھی ہے جو حالت اس وقت میری ہے وہی اس میں بیان کی گئی ہے۔"
وہ اپنی دلکش موانہ نواز میں وہ بے باکی کی حد کو چھوٹی نظم سناتے لگے۔ نور الصبح کے رخسار پر کمرہ گئے اس نے فون کا لگسی نکال دیا اور لائن بند کر کے لٹ گئی۔ آنسو خود بخود رخساروں پر بنے لگے اس کے لب بے آواز اپنی ہنسی کی علامت بنے تھے۔
راحیل نے از سر نو غور کیا۔ ہر بار ملانے پر اچھے فون آتی رہی تو جھنجھلا کر کہہ گیا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے نور الصبح سر ہٹک جاتی ہے۔ جلتے وہ اسے سر کر کے گا کہ نہیں۔ صرف ایک بار وہ اس کے اسرار سے آگاہ ہو جائے تو اس کی ساری بیڑاری ختم ہو جائے گی۔

عاشی کی سالگرہ قاریہ و حوم و حلام سے منائی تھی۔ پس پر وہ دکھلا اور نمائش مقصود ہوتی تھی قاریہ نے جسے مہمان بلوائے جاتے۔ نور الصبح کی سالگرہ کے انتقال بھی قاریہ ہی کرتی تھیں۔ اس نے بذات خود کبھی خاص دلچسپی نہیں لی تھی۔

عاشی کی سالگرہ میں ہر قافل ذکر فرد عوفا، عاشی بلیک کمر کے جدید تراش خراش کے سون میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ قاریہ گیت پر مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں، جبکہ نور الصبح مہمانوں کو ان کی نیل تک پہنچا رہی تھی۔ کہنے کو تو یہ سالگرہ کی تقریب تھی پر آرائش و انتظام کے لحاظ سے شادی کی محفل سے کسی طرح بھی کم نہ لگ رہی تھی۔ قاریہ نے دل کھول کر رقم خرچ کی تھی۔ مہمان بزنس وزٹ پر برطانیہ گئے ہوئے تھے۔ وہیں سے فاسخ ہو کر انہیں واپس اور رضا سے ملنے کینڈا جانا تھا، ان کی غیر موجودگی میں قاریہ نے اپنے اور ان کے مشترکہ اکاؤنٹ سے اچھی خاصی رقم نکالی تھی تب ہی تو یہ شوشا ممکن ہوئی تھی۔

راحیل تین تین کے ہمراہ آیا تو مہمانوں میں اشتیاق کی لہر دوڑ گئی۔ قاریہ بڑے خروپھ سے اپنے ہونے والے داملو کا تعارف کروا رہی تھیں۔ ایک گھنٹے کے بعد سب کھانے پینے میں مگن ہو گئے۔ راحیل کی ناک میں نور الصبح کا طواف کر رہی تھیں۔
"آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں۔" وہ اس کے پاس آیا۔

"جس دل چاہے گا، بیٹھوں گی۔" اس وقت راحیل کی مدخلت سے متبہی گئی۔
"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس کے لبوں سے تعریف برآمد ہوئی تو سر جھٹک کر رہ گئی۔

وہ بے مدخلت پسند تھی، پر اس شخص کا تو نفست و ترتیب سے وہ در در تک کا واسطہ نہ تھا۔ عجیب بے ہمتی کے طے میں رہتا تھا اس کی پرستار لڑکیوں کا سوچ کر ہی اسے حیرت ہوتی جو اس پر پروانہ دار تار ہوتی تھیں۔

عاشی ان ہی کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے سکون کا مانس لیا۔ شاید کوئی مجبور ہی اسے اس پسندیدہ بندھن سے نجات دلا سکا تھا۔ جو نئی عاشی بیٹھی وہ اندھ کھڑی ہوئی۔ راحیل کو نچلے کیوں اپنے دل میں اندھیرے اترتے محسوس ہونے لگے۔

آن مہمان احمد آ رہے تھے، کل رات ان کا فون آیا تھا۔ ان کا وہ بہت سو مند رہا تھا۔ انہیں اپنیل کے لیے بہترین مارکیٹ میٹر آگئی تھی۔ پہلے مرحلے پر ہی اتنے آڑو زل گئے تھے کہ انہیں سنبھلنا مشکل ہو گیا تھا۔ کاروباری لحاظ سے یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ قاریہ تو اسے نور الصبح سے راحیل کی منشی کا آغاز تصور کر رہی تھیں مہمان ایک دم سے مت مصروف ہو گئے تھے۔ اب رحمہ کے سامنے قاریہ کو احساس کمتری کا کار نہیں ہونا پڑا تھا۔ کاروباری حلقوں میں بھی مہمان

احمد کا چہ چا تھا، اور حاکم ہر لور تین کو بھی یک گونہ اطمینان کا احساس ہوا کیونکہ وہ ان کی نیشیت تک پہنچ گئے تھے۔

مہمان احمد معمول ہوئے تو قاریہ کو بھی سوشل ویلیفیر کا شوق اٹھا۔ آج بھی وہ ایک چیرٹی شو میں شریک تھیں جو اس اہل بچوں کے لیے ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی جیسی چند اور بچہ مات کے ساتھ مل کر ایک کلب کی بنیاد رکھی تھی جو آئے دن ایسے شوز منعقد کرتا تھا۔ راحیل نے قاریہ سے آج پھر نور الصبح کو ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ بقول اس کے کہ ایک دوست اور اس کی وائف نے ان دونوں کو کھانے پر الوائیٹ کیا ہے۔ ظاہر ہے قاریہ نے خوشی خوشی اجازت دے دی جو نور الصبح کو بڑی گراں گزری۔ اسے کبھی کبھی اپنا وجود اس حقیر خوشی سے بھی بدتر لگتا جو ہا بھی کہہ پاؤں کے نیچے آئی ہو۔ قاریہ نے خود اس کے لیے کپڑے نکالے جاتے وقت تک وہ اسے راحیل کے ساتھ خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتی رہیں۔

راحیل اس کے ہمراہ ایک ریسیورٹ میں آگیا۔ "آپ کا دوست نور اس کی بیگم کب تک آئیں گے؟" اسے اس نیم ٹارک اور پراسرار سے ماحول سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"معلوم نہیں، کب تک آئیں گے ویسے جتنی دیر سے آئیں، اچھا ہے، میں آپ سے چند باتیں تو کر لوں۔ ایسے تو کب ہاتھ ہی نہیں آتی ہیں میں سوچا ہوں، اب اتنی منگونی کیوں ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تا تو میں بھی شاید اتنی کشش محسوس نہ کرتا خود کو عام لڑکیوں سے الگ کیوں کر رکھا ہے، اتنا زیادہ کہ رہی تھی کہڑوں میں اپنا یہ حسن دیکھنے کو میرا ہی کل تھا ہے۔ اس کی ابھی ابھی سی منشی خیر تھو لور بیباک لگا ہوں سے نور الصبح کو بول انھیں لگے۔

"آپ کو مجھے ترانے میں بہت مڑا آتا ہے، میرے دل کی حالت سمجھنے کی کبھی کو شش ہی نہیں کی ہے۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور خیال پر دھرے نور
الصبح کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھا۔
"تپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں ویسے میں
نے تو صرف آپ کے ہاتھ ہی دیکھے ہیں مجھے یقین ہے
کہ تمام کی تمام بہت۔"
"دیکھیں! پلیز خاموش ہو جائیں۔" وہ دہانسی
ہو گئی۔

میں اپنی نئی اہم میں ان ہاتھوں پر کوئی خوبصورت ما
گیت شامل کرنا چاہتا ہوں میں نے اس کے لیے بہت سارے
شاعروں کو پڑھ رہا ہوں یہ نظم آج ہی نظر سے گزری
جو میرے دل کی تواز ہے۔

تیرے حسن کے پیچھے
میری دعا کی ایک قسم ہے
تیرے ہاتھوں تیری زبانوں
تیرے ہونٹوں کی سرخی میں
میرا جی پاک دھڑکتا ہے
تیری انگلیوں کی سرخیوں کو
پہلے کے سرخ ٹونوں کو
یہ میرے ہونٹ چھو لینے کی حسرت میں ترستے
ہیں۔"

میں ابھی عاشی کو رنگ کرتی ہوں کہ اگر مجھے لے
جائے۔"

اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں اس نے
ہنڈیک میں رکھے موبائل فون کو نکالنا چاہا تو راحیل
نے جھپٹ کر اس کا ہیک اپنے قبضے میں کر لیا۔

میں نے ایسا کیا کہ وہ بے جا ہے جو آپ یوں نموس
ہو رہی ہیں۔ تب کے ہاتھوں کی تعریف ہی تو کی ہے۔
مجھے علم ہے کہ آپ کل ڈرہاک ہیں۔ اتنا سادہ ہے
کبھی میں نے بھی شکایت کی ہے۔

وہ اسے اپنی مقناطیسی نگاہوں سے کھنکھاتا تھا۔ نور
الصبح نے بے بسی سے لوہرا چھوڑ دیا۔
"قاریہ کا منہ اخبار میں۔ کوئی دوست اور اس کی
بیکہ میں نہیں آئیں گی۔"

اس کی بے بسی سے محفوظ ہوتے ہوئے وہ کوئی
بات کہنے کہنے رک گیا تو انھد کھڑی ہوئی۔ کرسیوں
کی زد سے بچتی ٹوکرائی ہوئی لوگوں کی نگاہوں کا خیال
کے بغیر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس ریسٹورنٹ سے باہر
نکلے۔ راحیل بھی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے باہر گیا۔
باقی کاراست خاموشی سے ہی گزرا۔ اس نے گھر کی صفائی
داخل ہوتے ہی اس کی بدن میں جان نکلی۔

میں جب گھر سے نکلتی ہوں تو تمہارا کمری نور
چاند مل پڑا کر اپنے اوپر دم کستی ہوں شیطان مجھ
پر ملوی نہیں ہو سکتا۔ میں نے گاڑی سے اترتے ہوئے
ہوئے گھلا۔

وہ گلی گلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اندر داخل
ہو گئی۔ راحیل کو یاد آج کی چھری سے پھریں گیا۔

شہد بلیٹیم سے آچکا تھا عاشی استقامت سے
فراغت پا چکی تھی اب اس کے سسرال والے شادی
کی تاریخ نامک رہے تھے عاشی خود جین کی تیار ہیں میں
کن بھی۔ جن سے مشورہ کرنے کے بعد قاریہ نے
شادی کی تاریخ دسویں گھر میں شادیوں والی مخصوص
گھما گھی شہد ہو چکی تھی۔ قاریہ ایک سے پیچ کر
ایک لگا اور بیش قیمت چیز خرید رہی تھیں۔ فریڈ
سے عاشی کے باب رضوں نے ہماری رقم کا چیک
روانہ کر دیا تھا اور خود شادی کے روز بیچ رہے تھے۔
بقول ان کے وہ بہت مصروف ہیں۔ نور الصبح کو حیرت
ہوئی اپنی شادی میں شریک ہونے کے لیے باب کے
پاس وقت نہیں ہے۔

نور الصبح نے آپسکی سے کمرے کا دروازہ کھولا۔
عاشی اندر بستر لوندھی لیٹی لو اس گانے سن رہی تھی۔
آج کل وہ الیہ گانے سننے کی جاتی تھا۔ تاکہ اس کے
مرزا کے خلاف تھا۔ اب بھی اسے نیر کا گانا سن رہی
وہ بھی گواہ میں رہا تھا۔

میں تو جلا نیا بیون بھر

کیا کوئی روپ جلا ہوگا
کمرے میں کھل اندھا تھا یہاں تک کے پردے
بھی برابر تھے اس لٹلاٹ جلائی۔

"عاشی! یہ لو اس گانے سننے کی کیا تک ہے۔ انھو
یہ تو ای تمہارے لیے گولڈ کا کتنا خوبصورت سیٹ
داتی ہیں۔"

اس نے یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی تکی ہو۔ عاشی
نے اس کی طرف دیکھا۔ آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھ کر
اس کا دل کٹ سا آیا۔ صاف تک رہا تھا وہ کلی دیر سے
در رہی ہے۔

"نیکل دو رہی ہو؟" اس نے عاشی کا چہرہ دونوں
ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ڈیڈی نے کہا ہے کہ میرے پاس شادی کے دن
بھی آنے کے لیے شاید وقت نہ ہو گیا میں ان کے لیے
اتنی غیر اہم ہوں۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ نور الصبح خود بھی اس
کے ساتھ رونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ
عاشی کو کیسے بھلائے۔ وہ بہت حساس لڑکی تھی پاپ
نے نا آنے کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

عاشی کی شادی پر ڈلی بھی آ رہی تھی۔ قاریہ بہت
خوش تھیں کیونکہ ڈلی ان کی ہم مزاج بلکہ ان کا دوسرا
روپ تھی۔ شہد روزانہ آجاتا اور عاشی اس کے ساتھ
خریداری کے لیے چلی جاتی تھیں نے خود کو بھٹا ہر سلا لیا
تھا۔ اور وہ حزر کلب کی خواتین میں قاریہ کی دھوم بھی
ہوئی تھی۔ عاشی کے لیے جس دروازے سے شہد خرچہ
کر رہی تھیں اسے سب بیگمات سراہ رہی تھیں۔

بے شک بھائی کی بیٹی ہو۔ کون اتنی سلطوت و ریادلی اور
اخبار محبت کرتا ہے۔ ہر طرح دلوہ اور داد و تحسین کے
ادگرے پر رہے تھے تب وہ واقعی رحمہ سے آگے
کل گئی تھیں بلکہ بہت آگے۔

جن کو آج اس سے جلدی آگئے تھے۔ نور الصبح
نے ان کے لیے چائے پھیل پر لکوائی وہ فریڈ ہو کر

آگئے۔
"نہن! فوراً میرا سوٹ کیس لوور بیگ تیار کرو۔"
دارو روپ سے کپڑے منتخب کرتے ہوئے جن بہت
مصروف تھے۔ لوہر چائے پر سب ان کا انتظار کر رہے
تھے۔ کلنی عرصہ بعد قاریہ بھی چائے پر ان کا ساتھ دے
رہی تھیں۔ عاشی کی شادی کی وجہ سے انہوں نے اپنی
بیوی سرگرمیاں کم کی ہوئی تھیں۔

"میں تقریباً چھ سات روز کے لیے اسلام آباد جا رہا
ہوں۔ جن نے بیٹے ہی مطلع کیا تو قاریہ پریشان
ہو گئیں۔"

"جن کی شادی میں وہ بیٹے نہ گئے ہیں تم جلدی
آنے کی کوشش کرنا۔"

"میں کام ختم ہوتے ہی آہوں گا۔ بھلا یہ کیسے
ہو سکتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی میں شرکت نہ
کروں۔" انہوں نے پاس بیٹھی عاشی کا سر تھپکا تو اس
کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

جن چائے کے کھنٹ بھرتے ہوئے سرسری
نگاہوں سے خیال پر دھرے شام کے اخبارات کا جائزہ
بھی لے رہے تھے۔ ایک دم ان کے چہرے کا رنگ بدلا
اور تھنے خستے سے چہرے بن گئے۔

"No not at all" اخبار ان کے ہاتھ سے
پھوٹ گیا۔ وہ تینوں جیرن تھیں کہ یکایک انہیں کیا ہوا
ہے جو وہ یوں غصے میں آگئے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑے دھیمے
اور فینڈے مزاج کے تھے۔

"مجن! کیا ہوا ہے؟" قاریہ نے ان کا شانہ ہلایا تو وہ
اسی عالم میں دھاڑے۔

"کوڑا ہو اس لکھے کے کارنامے۔"
انہوں نے لکھے پر زور دیتے ہوئے اخبار قاریہ کی
طرف پھینکا۔

"آج کل اس طرح کے اسکینڈلز بڑا عام سی بات
ہے۔ جمونی خبریں لگاتا تو ان ایوننگ پیپر کا پسندیدہ
مشغلہ ہے۔ مجھے تو یہ اس کے خلاف مہم لگ رہی ہے۔
یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا
ہے جو دوسرے بیڈز کل عرصے سے کر رہے

ہیں۔ "میں کا اطمینان قتل دیکھ تھا۔
 "یہ اخبار نے لکھا ہے۔" "تو جی کر لو۔
 "محققین کو مل ڈالوں پلیز۔" "قاریہ نے ان کا کندھا
 دھپایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"یہ بھولی خیر ہے۔"
 "پہلے یہ تصویر بھولی نہیں ہے۔" انہوں نے پھر
 اخبار قاریہ کی طرف پھرایا۔

"مختصر یہ بھی بھولی ہے، سامنے لے بیوی تری کرل
 ہے بالفرنس اگر یہ سچ بھی ہے تو اس عمر میں سب
 لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انجوائے منٹ کا حق ہر کسی
 کو ہے۔ محفل فیصلہ باتیں پھیل پھیل رہی ہیں۔" قاریہ کی
 بے نیازی پر قرار تھی۔

"اچھا لڑکا نہیں ہے۔" "میں نے ذرا تھپتھپا
 "بہت اچھا لڑکا ہے راحیل۔" قاریہ نے پھر اس کی
 حمایت کی۔

"ہاں ہاں میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ایسے
 اخلاق یافتہ لڑکے سے ہرگز اپنی بیٹی کی شادی نہیں
 کروں گا۔ آج ہی یہ انکو بھی ان کے منہ پر دے مارا۔ تم
 کیسی ملن ہو سب کچھ جانتے ہوئے بھی حمایت کر رہی
 ہو، ہم آنکھوں دیکھی نہیں انکے جیسے۔ بس ختم
 کرو یہ سب دس از لوٹ۔" "میں کالجی فطری اور بے
 چوک تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں بچوں جیسی بات کر رہے ہو۔
 اتنے اچھے لڑکے سے رشتہ ختم کرو۔ ویسے بھی
 تمہاری اولیٰ کی شریعت کی وجہ سے ہمارے سرکل کے
 لوگ ہنستے ہیں اب کون اس کا رشتہ مانگے گا۔ شکر کرو
 اتنی اچھی اور امیر خلی میں اس کا رشتہ ہوا ہے۔"
 انہوں نے اپنے سینے میں ہاتھ کو سمجھانے کی کوشش
 کی۔

"میری بیٹی اتنی گری بڑی نہیں ہے جو اس کے لیے
 اچھا لڑکا نہیں لے سکے۔ ویسے بھی اس کا لڑکا میری
 بیٹی کے قتل نہیں ہے۔ راحیل کی دولت کی وجہ سے
 تمہیں اس کی برائیاں بھی اچھائیاں نظر آ رہی ہیں۔ وہ
 شوہر کا بھورا ہے، ایسے لوگ بھی اچھے شوہر ثابت

نہیں ہو سکتے۔"
 "ہاں ہاں، تم تو پہلے ہی راحیل کے خلاف تھے،
 احساس کتنی کے مارے کرجان لو، نور کا رشتہ ہمیں
 پر قرار نہ ہے گا۔" قاریہ غم ٹھونک کر مقابلے پر اتر
 آئی۔

ماشو دونوں میں مصالحت کروانے کی کوشش
 کر رہی تھی، جبکہ وہ ٹکر ٹکر دونوں کی صورت دیکھ رہی
 تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں، تحقیق کی انکو بھی کو اس
 لڑکے کے منہ پر دے مارو، ورنہ واپس آکر مجھے خودی
 کھا دے گا۔ نور! تم یہ انکو بھی اتار کر اپنی مل کو دے
 دو۔" "کہتے ہوئے اندر چلے گئے، من کی ملاٹ کاوت

ہو رہا تھا، نوکران کا سلن گاڑی میں رکھ چکا تھا۔ نور
 الصبح ابھی تک وہیں کھڑی تھی، بے جان سے انداز
 میں۔ ملی باپ کے روز روز کے جھگڑوں سے وہ پریشان
 ہو جاتی تھی۔ "میں جانے سے پہلے وہاں اس کے پاس
 آئے، اسے اپنے ساتھ لگایا اس کے آنسو پلوں کی
 حدود توڑ کر کالوں پر آگئے۔

"ڈونٹ وری میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ
 نہیں ہو سکتا۔"

اسے تسلی دے کر وہ چلے گئے۔ نور الصبح کا دل
 کہ انہیں روک لے۔ اس کا دل کو ایسی دے رہا تھا
 کوئی طوفان ہو بے قدموں ان کے گھر کا رخ کر رہا ہے۔
 ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے وہ ان دونوں کی جھگڑ
 دیکھ رہی تھی۔ فکست بیش میں کا مقدّر جی تھی
 اسے ملن سے خوف آتا تھا کیونکہ وہ اسے باپ کا حمایت
 کتنی نہیں نہ جانے اس کے ساتھ وہ سوئیلوں والا
 سلوک کیوں کرتی تھی، حالانکہ وہ ان کے ذر سے ان
 کا ہر حکم مانتی تھی پھر بھی وہ اس سے خوش نہیں ہوتی
 تھیں۔ ماشو بتا رہی تھی کہ وہ اندر لے جا چکی تھی۔

اس نے بے جان ہاتھوں سے اخبار اٹھایا جس کی
 وجہ سے یہ سارا فساد ہوا تھا۔ "مشہور باب شکر
 میوزک اسٹیٹ کے مدح وہاں راحیل گیا انی نو ایئر
 ہٹ کے موقع پر ملازل کرل فٹلی کے ساتھ انجوائے

کرتے ہوئے۔

اخبار نے تصویر کے نیچے سرخی چلائی تھی 'مزید خبر میں بتایا گیا تھا کہ راحیل اور نئی ملائل کرمل چلی جو توبہ شکن حسن کی مالک ہے۔ آج کل دونوں ایک ساتھ رکھے جا رہے ہیں۔ قرن قیاس ہے دونوں جلد شادی کر لیں گے۔

اسے ہنگی لور راحیل کا ہو شرا پوز دیکھ کر بے آگے اس نے اخبار دکھ دیا۔ اسے اس بات کا دکھ نہیں تھا راحیل ایک غیر لڑکی کو ہانپوں میں لیے کھڑا ہے بلکہ اسے غدشہ تھا کہ قاریہ اپنی برتری ہٹانے کے زعم میں جن کو شکست دینے کے لیے کوئی انتہائی قدم نہ اٹھائیں۔ آئے وقت اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔ مرے مرے قدموں سے اندر جا رہی تھی مگر قاریہ کی توازن قدم وہیں روک دیے۔ وہ فون پر راحیل سے بات کر رہی تھیں۔

"ملی سن تکی لو۔ یہ سب بھوٹ ہے تمہارے خلاف تمہاری مقبولیت سے خائف ہو کر یہ حربے استعمال کر رہے ہیں۔" قاریہ کا لہجہ اتنی شیرینی لیے ہوئے تھا کہ کچھ دیر پہلے ہونے والی بد مرئی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"محب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" جن کے لہجے میں مرم قتل و پلٹ کہا ہر آگئی۔

لوہر راحیل نے فون رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اسے جن کی طرف سے سخت مدد ملے گی تو قیاسی پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ بہت آسودہ قلبیابی میں صحتی شاید اس کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ہنگی کے ساتھ وہ تصویر بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ اس نے بھی کون سی احتیاط کی تھی۔ جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہو گیا تھا۔ ہنگی اس کے ساتھ ایک مشہور گانے میں رقص کر رہی تھی۔ خوش حال ملائل تھی 'آج کل راحیل کے ساتھ ہنگی کے اسکینڈل کا ہوا جہاں تھا۔ لور الصبح والے سلسلے میں ہانپ سے بہت جھنجھایا ہوا تھا۔ ہنگی کی زلفوں کی پھلوس میں اپنے جلتے دل کو بسلانے کی سعی کر رہا تھا۔ شوبہ میں آنے سے

پہلے بھی اس کی کئی لڑکیاں سے دوستی تھی۔ جن کی تلاش میں ایسی گھلوٹ دھنوں اور میل ملاپ کو برا نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ نور الصبح پہلی ملاقات ہی میں اس پر اپنا اثر چھوڑ گئی تھی۔ اس کے گریہ میں بھی راحیل کو کشش محسوس ہوئی تھی تمام طور پر لڑکیوں سے دوستی کے ابتدائی مرحلے میں ہی ہزار ہا جاتا تھا۔ لیکن "ہ" اس کی زندگی میں آنے والی واحد لڑکی تھی جس سے وہ ابھی تک ذرا بھر بزار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دن بدن اس کی طلبہ خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔

جن روز سے مسلسل یہی ہو رہا تھا قاریہ صبح سویرے نکلتیں لور رات گئے لوٹتیں۔ نور الصبح ریشمن سی تھی جانے کیل ان کی حرکتیں پر اسرار سی تھیں۔ شام میں وہ سو کر اٹھی تو ڈرانگ دم سے باتیں کرنے کی توازیں آ رہی تھیں۔ منہ نہ لٹھڑے پانی کے چھپا کے مار کر وہ باہر نکلی تو عاشری اس طرف آ رہی تھی۔

"ٹھہر گئی ہو ڈرانگ دم میں آج تو پھر پھر مل رہی ہیں۔" وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔ نور الصبح جیسے ہی اندر داخل ہوئی ٹھک کر روک گئی۔ اندر راحیل ترمین طاہر آئی شہلا اور کچھ اجنبی صورت تھیں۔ ہائیں ہاتھ والے صوفے پر ایک بارش فضا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر رجسٹر لور چین رکھا ہوا تھا۔ قاریہ اسے وہیں کھڑے دیکھ کر خود اس کے قریب چلی آئیں۔

"اس گھر کی مضبوط بنیادیں تمہارے آئندہ اقدام پر ہی قائم رہ سکیں گی۔ میں جو کچھ چپ چاپ کر رہی جاؤ ورنہ میں سب کچھ چھوڑ کر رخصتوں کے پاس چلی جاؤں گی۔"

وہ دھیمی توازن میں بولیں لور اس کے سر و وجود کو ترمین کے ساتھ لاٹھایا۔

"مولوی صاحبہ! شروع کریں۔" اسے سر جھکائے دیکھ کر طاہر بارش فضا سے مخاطب

ہوئے۔

"آقا" نکاح کی رسم انجام پائی۔ وہ سب ہو گیا جس کے نہ ہونے کی وجہ عاشری مانگا کرتی تھی۔ اس نے رزتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے۔ نکاح کے بعد مصلحتی پیش کی گئی۔ عاشری نے ایک کھڑا اس کے منہ میں ڈالا تو اس نے بمشکل نگلا۔

"جیسے ہی جن کا فون آیا میں ریشمن ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ کوئی اور اسکینڈل بنے میں آپ سے بات کروں۔ لب نکاح تو ہو چکا ہے۔ رخصتی جن کی راجسی پر دھوم دھام سے ہو گی۔"

وہ سب کو بتا رہی تھیں۔ فون فون کر رہی تھیں۔ قاریہ اسے ہرگز اپنی بات نہیں لگ رہی تھی۔ یہ تو کوئی اجنبی صورت تھی 'ہاں ایسی سنگدل لور بلکہ میلر نہیں ہو سکتیں۔ وہ جیت گئی تھیں۔ انہوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ عاشری کی شادی کے دن وہ جن کی موجودگی میں راحیل لور اس کے نکاح کا اعلان کریں گی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اپنی عزت کے ڈر سے جن چپ بی رہے اور رخصتی پر راضی ہو جاتے۔ یوں ان کی جیت مکمل ہو جاتی۔

"طاہر! یہ کچھ اکوڑا چوڑی نہیں ہے۔ مجھے تو یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے۔ نکاح میں لور کے بچایا آیا میں سے کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ بھلا اسکینڈل کا ایسا بھی کیا خوف۔ باپ نے اسلام گلو سے فون پر کہا کہ بیٹی کا نکاح کرو۔ ہونہ ہو کوئی چکر ہے۔ قاریہ نے اتنی جلدی چلائی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکی۔ ایک ہی بیٹا ہے ہمارا۔ اتنے اہم تھے یہ کہوں گی کہ کہوں گی مگر تبھی چوری چھپے اس کا نکاح ہوا ہے۔ لوگوں کے لیے ہمارے فرزند ڈھکے لیے تو یہ سر براہی ہو گا۔"

میک اپ صاف کرتے ہوئے ترمین نے اپنے مذہبات کا اظہار کیا۔

"میں بھی حیران ہوں۔ رخصتاری تھیں کہ جن

راحیل کی حرکتوں کو چہندہ کی سی دیکھتے ہیں پھر ایک وہ نکاح پر راضی کیسے ہو گئے۔ انہوں نے ہنگی لور راحیل کے اسکینڈل کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔ لور راحیل بھی بہت بزدل ہو رہا تھا۔ میرے سونے بچنے کی طاقت بھی تمہاری طرح ختم ہو گئی تھی۔ اب دھیان میں آ رہا ہے۔"

طاہر بھی پریشان سے ہو گئے تو ترمین نے انہیں تسلی دی۔

"آپ ٹینشن نہ لیں، جن پر سہ آرہے ہیں اصل بات پتا چل جائے گی۔ ویسے ہمارے راحیل کو اس کی منزل ملنے کی خوشی میں ہمیں بھی خوشی ملنا چاہیے۔" ترمین نے ان کا ذہن دوسری طرف موڑ دیا۔

☆ ☆ ☆

ڈولی اپنے شوہر لور بٹے کے ہمراہ تکی تو عاشری کی شادی کی راتیں شہر ہو گئیں 'جن بھی آگئے تھے۔ نور الصبح کی اجڑی اجڑی آنکھیں دیکھ کر انہیں گلن بھی نہ ہوا کہ کیا سا جو ہو چکا ہے۔ عاشری کی رخصتی کے روز ڈولی نے بمشکل گھسیٹ کر اسے کمرے سے باہر نکالا۔ قاریہ نے دھماکہ کر دی دیا۔ انہوں نے اس اہم عہد پر جن کو ہر اکہ چھوڑا تھا۔

"نہیں! یہ نہیں ہو سکتا۔" جن کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میں ایسا کر چکی ہوں 'تمہاری لائلی بیٹی کی بھی یہی مرضی تھی۔" انہوں نے سفید بھوٹ بولا۔

"تم مذاق کر رہی ہو میں۔" جن کے لہجے میں تذبذب تھا۔

"جیسے سنجیدہ معاملے میں مذاق نہیں کیا جاسکتا۔" قاریہ بھی سنجیدہ تھیں۔ جن نے انہیں بھونچوڑا لالا۔

"تم نے کیا کڑا لالا؟"

وہ شاک کی کیفیت میں تھے تو نور الصبح کو بلا لیا 'مرے مرے قدموں سے ان کے قریب آ کر روک گئی۔

"یہ سچ ہے؟"

وہ نظریں زمین پر گاڑے رہی تمام مہینوں دم بخود
انہیں دیکھ رہے تھے راحیل تین لور طاہرہ جو ابھی
ابھی آئے تھے غیران سے تھے۔
"میں پوچھ رہا ہوں تم سے؟ یہ سب تمہاری
مرضی سے ہوا ہے؟" وہ زور سے دہرایا۔
"نور الصبح بنو زانی پوزیشن میں تھی۔"
"کیا اس کمر میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے؟"
انہوں نے زندگی میں پہلی بار قادیہ پر ہاتھ اٹھایا اور نور
الصبح کو دھکا دے کر آگے سے ہٹایا۔
"مگر تم نکل جاتو یہاں سے۔"
"سناں! ہوش میں آؤ کیا کر رہے ہو؟" سفیان نے
انہیں روک۔
زندگی میں پہلی بار وہ انہیں اس قدر غصے میں دیکھ
رہے تھے۔
"میں کتا ہوں اس سے کوئی میری نگاہوں سے ڈار
ہو جائے ورنہ میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔"
وہ اپنا ہتھول لے کر اندر کی طرف لپکے شلہ اور رضا
ان کے پیچھے بھاگے۔ سفیان نے ڈلی کو اشارہ کیا کہ
نور الصبح کو یہاں سے لے جائے۔ اس تمام عرصے میں
وہ تینوں خاموش رہے تھے۔ اب پتا چلا تھا کہ قادیہ نے
جھوٹ بولا ہے۔ انہیں اپنی سخت توہین محسوس ہو رہی
تھی۔
قادیہ قرقر کلاب رہی تھیں۔ غم و غصے سے ان کی
حالت بد ہو رہی تھی۔ زندگی بھر جنہوں نے کبھی ان
سے کوئی توازن میں بات نہیں کی تھی۔ اتنی کھلی بے
عزتی کا تو تصور محال تھا۔ کتنی شرمناک صورتحال
تھی۔ یوں کھلے عام شہر بھر کے معززین کے سامنے
جنہوں نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ روٹی ہوئی وہاں سے
ہٹ گئیں۔ کاش زمین بھٹی اور وہ اس میں سہا جاتیں۔
تسخرانہ نگاہوں کا سامنا متاثر و شوار ہوتا ہے؟ انہیں پہلی
بار علم ہوا تھا۔
"نور سے کہو یہاں سے چلی جائے اور آئندہ مجھے اپنی
شکل نہ دکھائے۔" انہوں نے سرد وانا لاک کر لیا تھا۔

"پلیز انکل! اور کو لے جائیں۔ ہمیں آؤ کوئل والوں
کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس وقت وہ بہت
ڈسٹرب ہیں۔" گڈی نے جیسے طاہرہ کی منت کی۔
"ارے نہیں بیٹا! ایسے نہ کو تو رہا رہی بیٹی ہے
ہم اسے ضرور لے جائیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلے
گی سون کر۔"
ان کے جواب سے کوئی پریشان ہو گئی۔ اور جن
وہ جنہوں کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔
"لگتا ہے کہ لے لی دوران کھولیں۔ ایسے مت کریں
بے شک مجھے کوئی مار دیں۔" وہ بالکون کی طرح دوڑا۔
پیٹ رہی تھی۔ یہ دوران تو اس کی قسمت کی طرح بد
ہو چکا تھا جیسے کھانا۔
ڈلی نے دوتی تڑپتی نور الصبح کو بمشکل گاڑی میں
بٹھلایا۔
"فکرت کرو ہمیں ڈی سی بات کریں گے۔"
اس نے تسلی دی سحر سفیان تین اور طاہرہ
سے معذرت کر رہے تھے۔
"جنہوں کی طرف سے ہم معافی مانگتے ہیں۔ اور راحیل
یہ سب لاپسی کی وجہ سے ہوا ہے۔" شادی کا کھراچہ
خالصا تماشا گاہ بن گیا تھا۔ عورتیں کھسک رہی تھیں
تھیں۔
جنہوں احمد کو مٹانے اور لٹھا کرنے کی تمام
کوششیں بے کار گئیں۔ دونوں بھائیوں نے اپنی
چوٹی کا زور لگایا کہ بیٹی کو سیدھے سب اور رخصت کو
وہ سنتے ہی بے قابو ہو گئے البتہ طاہرہ سے انہوں نے
اپنے ہاتھ سب سے بڑے کی معذرت ضرور کی۔
"اگر کسی نے نور الصبح سے ملنے یا گھرانے کی بات
کی تو اچھا نہ ہوگا۔" انہوں نے قادیہ سمیت سب کو
دھکی دی۔ "اگر کوئی نور الصبح سے ملتا تو اس کمر میں
اس کا آخری دن ہوگا۔"
قادیہ کا سارا دم غم بھرا تھا۔ اس کی تنہا گریز
میں غم تھا۔ کلف دار شخصیت بلکی ہو گئی تھی۔ تو سب
سے چھٹی پھر رہی تھیں۔ سارا دن کمرے میں بیٹھ
رہیں۔ لب تو انہیں ڈپریشن کے درجے پر لے گئے۔

تھے۔ ڈلی جا چکی تھی۔ سنی کو دوستوں سے فرصت نہ
تھی۔ وہ گئے جنہوں تو وہ صدیوں کے ابھی نظر آنے لگے
تھے۔
"طاہرہ! اب کیا کریں۔ اس معاملے کو یوں تو نہیں
چھوڑا جاسکتا۔ سوسائٹی میں ہمارا ایک نام ہے۔ اس
مئل سے ہماری کتنی انسلٹ ہوئی ہے۔ راحیل کا
جسمیں ہمارے۔ وہ کتابے لگام ہے۔ نور کے والدین
سے کوئی توقع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک لا سرنے سے
نظرت کرتے ہیں۔" طاہرہ اور تین اسی مسئلے پہ سوچ
بچار کر رہے تھے۔
"ٹھیک ہے کچھ کرتے ہیں۔ پہلے ہی بڑی جگہ بنائی
ہو چکی ہے۔" طاہرہ نے کماؤ تین نے اثبات میں سر
ہلایا۔
نور الصبح بہت چپ چاپ تھی۔ جب سے راحیل
وہاں آئی تھی۔ اس کی یہی حالت تھی۔ کھانا پینا بھی
برائے نام تھا۔ سب اس کی خاموشی کو محسوس کر رہے
تھے۔ راحیل اس کی اس کیفیت سے پریشان سا تھا۔
دل پہلی بار اس کی طرف سے نرم ہوا تھا۔
تین نے شادی کی تقریب کی تو وہ دم مسم ہو گئی۔
"ابو کے بغیر میں ہر خوشی خود پہ حرام سمجھتی ہوں۔"
وہ رونے لگی۔
"ایسا کب تک ہوگا میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ لوگ
ہم پر نہیں گئے؟" باتیں بتاتیں گے سب تم عقل سے
کام لو۔ طاہرہ! آپ کلڑ چھینے کو دے آئیں۔ میں تیاری
کرتی ہوں۔" تین کا انداز قطعی بے چارہ تھا۔
"پلیز آئی! ایسے مت کریں۔ ابولن جائیں گے
ان کی مرضی کے بغیر۔"
نور الصبح کا بولتے بولتے سانس پھول گیا۔ کھڑے
کھڑے وہیں کر گئی۔ طاہرہ ہاگ کر اس کی طرف لپکے۔
نورا! اسے ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ
نور الصبح کا دوسرا بیکہ ڈاؤن ہو گیا ہے۔
"ایک توہنی اتنی مشکل صورت حال میں گرفتار

ہے۔ اور سے تم بھی۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ میں نور کی
مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ لوگ جو چاہیں
کھیں، مجھے پروا نہیں ہے۔ اس کی حالت دیکھ رہی
ہو۔ بھلا اس حالت میں شادی ہو سکتی ہے۔" طاہرہ
آہستہ آہستہ دسلن سے بول رہے تھے تین شرمندہ
ہو گئیں۔
نور الصبح ہسپتال سے آگئی تھی مگر اس کے اندر
سے جینے کی امنگ ہی لہتم ہو چکی تھی۔ سارا دن لپٹی
ہے۔ معنی سوچوں سے بھی آزاد رہتی۔
وہ نما کرنگی تو سیکڑ ہاتھ دانت کے دستہ والی سنگھسی
سے اس کے ہل سنوارنے لگی۔ چند منٹ بعد اس
نے سیکڑ کے ہاتھ سے سنگھسی لے لی۔
"مجھے وہ نہیں خود کرتی ہوں۔" سیکڑ اٹھ گئی جونہی
وہ باہر نکلے۔ راحیل آگیا۔ اس کے ہاتھ وہیں ٹھم گئے۔
راحیل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پہلے بھر پور نگاہوں
سے اس کا جائزہ لیا۔ وہ کھلی کنوڑ ہو گئی تھی مگر اسے
پہلے کے مقابلے میں بیچہ کر دلکش لگی اس کے پر
فسوں سراپے میں اسی کھل گئی تھی۔
"بھئی! کھائیں، عین جان بتائیں۔ کیا کوئی کھانے
سے روکتا ہے۔" اس نے ٹھٹھکو کا آغاز کیا۔ "ایک ایک
کر کے دن گزارے ہیں۔ آپ کے انتظار میں۔ آپ
کے والد محترم کم تھے جواب کپ بھی جان جاتے پر
فل گئی ہیں۔"
"میں نے کیا کیا ہے؟" راحیل کے طعنے والہ
محترم کہنے۔ اس کے دل کو دھکا لگا۔ اور آنکھوں کے
پانے جھلک پڑے۔ لیجے میں وہ غور بھی نہیں تھا جو
اس کی شخصیت کا حصہ تھا۔ وہ بے انداز میں بولتی
وہ کتنی مختلف اور خوفناک رہی تھی۔ آج کل ایسے
روئے کے لیے معمولی برائے کی بھی ضرورت نہ تھی۔
جھلسل کرتے آنسو دیکھ کر اس کا نرم ہوتا بل پھر سخت
ہو گیا۔
"ایسا کیا ظلم کیا ہے میں نے؟"

راحیل اس کے سامنے گھبرا کر صبح کو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کے انداز سے خوف آتا تھا۔ عجیب ضدی چہرہ اور ہش و حرم سی آنکھیں تھیں۔ سب کچھ منوالینے کا عزم لے ہوئے قدرے شوخ اور شرری پر ہنس دلائی وہ کبھی کبھی سوچتی لڑکیوں شاید اس کی آنکھوں کی وجہ سے اس کی پرستار ہیں۔ جسہ آنکھوں کی زبان میں بات کرتا ہو چوٹوں کس کس کا دل کھانک لے ہوتا ہو گلا وہ اس کی خاموشی سے جھنجھلا گیا اور لے لے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ تڑپیں اور طاہر نے اسے نورالصبح کی مجبوری اور پریشانی کا حوالہ دیا تھا۔ بظاہر تو وہ امن کی بات مان گیا تھا اندر ہی اندر رخصت سے کھول رہا تھا۔

وہ بہت دن کے بعد گھر سے باہر نکلی تھی۔ قریبی پارک میں اس وقت بہت رش تھا۔ بچے بڑے موٹور تھیں سبھی موجود تھے اور اپنے اپنے طور پر لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کلنی دیر کے بعد اسے گھر لوٹنے کا خیال آیا۔ مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔ پارک بھی بہت آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ اس نے بھی واپسی کا قصد کیا۔ تھکے تھکے قدموں سے وہ گھر کا فاصلہ طے کرنے لگی۔ روزہ شب ایک لو اس اور بو بھل کر سینے والے سفر سے گرو آکر محسوس ہو رہے تھے۔ ایک پڑھو گی ہر وقت اس کا معاملہ کیے رہتی۔ تڑپیں اور طاہر خود اس کی طرف سے پریشان رہتے تھے۔

بچن سے برتنوں کے ٹکرانے اور ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا وہ ہم سا شور ہو رہا تھا۔ اس نے دروازے سے ہی بھاٹک کر اندر مصروف عمل سیکنے سے ایک کپ چائے پلانے کی درخواست کی اور لاؤنج کی طرف آئی۔

وہاں موجود انجینی صورت کو بے تکلفی سے براہ من ہو کر کرسی پر چلائی تھی۔

"جی آپ کوئی؟" وہ رک رک کر بولی تو وہ جو کوئی بھی تھا۔ پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا۔

نورالصبح کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ غور سے دیکھنے پر وہ بمشکل اسے پہچان پائی۔ کچھ راحیل تھا بالکل بدلے ہوئے چلے میں۔ گدھوں سے نیچے لٹکتے ہلے ہاتھ تھے۔ کھنٹوں سے پھنی سوراخ زنا جینز کی جگہ وہ کیتی اور تھیں سی پینٹ میں بلبوس تھا کہ بیان جو پیشہ کھلا رہتا تھا آج وہاں موٹی زنجیر نہیں تھی بلکہ شرٹ اور پینٹ میں بلبوس اپنے ایک دم بدلے چکے تھے۔ وہ مست و شنگ لگ رہا تھا۔

بہت دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہاں لوگوں کی طرح اسے گھورے جارہی ہے۔ وہ کچھ دیر قیام ہی کیا تھا۔ محسوس ہوئی تھی خود بچن میں سیکڑے اور زخموں کو زخموں کے بارے میں بتانے لگی تھیں۔

رات کے کھلنے پر طاہر بھی موجود تھے۔ راحیل نے اعلان کیا کہ وہ آئیں پابندی سے جائے گا۔ طاہر بہت خوش ہوئے کہ اسے خیال آئی گیا۔

نورالصبح جب ناشتے کی ٹیبل پر پہنچی تو صرف راحیل ہی تھا۔ تڑپیں سو رہی تھیں۔ طاہر آئیں چائے تھے۔ وہ بھی مصروف سے انداز میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے گلے میں تو کیہ موجود تھا جو طاہر کو رہا تھا کہ وہ واش روم سے ابھی ابھی آیا ہے کیونکہ اس کے لیے ہل ماسٹے آرہے تھے۔ اس کے پیشے ہی نہ جانے کی پانی لے کر اٹھ گیا۔

اس کے ٹیبل پر رکھے موبائل فون کی بپ ہو رہی تھی۔

"ہیلو!" وہ سری طرف عائشہ کی طرف جوش آواز تھی۔

"زبردست بھئی! ہم نے تو آپ کو پہچان ہی نہیں۔

ہوئے شنگ لگ رہے ہیں پر سولی دی۔ آپ کا شو دیکھا ہے۔ مرنے والی خیموں میں اضافہ ہو گیا ہو گا۔ شلڈ بھی حیران ہیں۔"

عائشہ تعریف کر رہی تھی۔ پریس نے بھی اسے سراہا تھا اور "چارمنگ بوائے" کا خطاب دیا تھا۔

نورالصبح کے بارے میں عائشہ نے استفسار کیا تو وہ

مختصر احوال۔

"ٹھیک ہے۔"

"ٹھیک کیوں نہ ہوگی۔ آپ جیسا شنگ اور جینڈ سم پارنٹر طے تو منہ ٹھیک سی رہتا ہے۔" اس کے کنبے میں رشک تھا۔

موسم بڑا آفت ہو رہا تھا۔ مچھ مچھ بارش برس رہی تھی۔ نورالصبح ان میں بیٹھی کتنی دیر سے بیٹھ کر رہی تھی۔

"غوشیاں مجھ سے کہیں روٹھ گئی ہیں۔ ابو ناراض ہیں۔ ای پلٹ کر نہیں آئیں۔ سنی کو میرا خیال نہیں آیا۔ وہ لوگ اپنے تئیں مجھے فراموش کر چکے ہیں۔ کسی کو مجھ سے محبت نہیں ہے ایسی پابندیہ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں۔"

سنگ مرمر کی پیچ پر سوار تے ہوئے اس پر خون سا طاری ہو گیا۔ راحیل نہیں پہنچا کتنی دیر سے کھوئی کھوئی نورالصبح کو دیکھ رہا تھا۔ کدھم بھاگ کر نیچے اتر ل۔

"کہیں کر رہی ہیں آپ ایسا۔ اگر آپ کو کچھ ہوا تو آپ کے سر میں کچھ شاید مقدمہ کر دیں۔ آپ کو اگر مرنے کا شوق ہے تو میرے گھر سے باہر جا کر یہ شوق پورا کریں۔ میں اپنا راج اور لانا چاہوں۔"

"چھوڑیں مجھے۔" اس نے راحیل کے گھرے کو توڑنے کی کوشش کی۔

"دیکھیں محترمہ! مجھے جیل کی ہوا کھانے کا شوق نہیں ہے اور آپ کے والد محترم تو قتل مر کا کیس بنوا دیں گے مجھ پر۔" راحیل اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

بارش کا پانی دونوں کو شرابور کر گیا تھا۔ نورالصبح کی پیشانی پر نشاں سا بن گیا تھا۔

"اندر چلیں یہاں کچھ لگا نہیں۔" راحیل نے اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"جے میں تکلیف ہم آپ کو سلامت واپس کرنا

چاہتے ہیں۔"

وہ الجھ سی گئی۔ بار بار اس کے گھر والوں کا حوالہ کیوں دے رہا تھا۔ جانے کیا بات تھی۔

لازم کی معیت میں وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ فقاریہ اس کی آمد کا سنتی ہی کمرے سے نکل آئیں۔ ان کے ساتھ جین احمد تھے۔

"تم!؟" وہ بھی اسے بمشکل پہچان پائی۔

راحیل نے مذہب انداز میں سلام کیا انہوں نے ناراضی سے جواب دیا۔ راحیل نورالصبح کی رام کلانی سنائے لگا۔

وہ پلوید لے لگے بغیر کسی تصور کے انہوں نے اپنی لائٹ بیجی کو اتنی جڑی سڑائی تھی۔ احساس پشیمانی ہونے لگا۔ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دم ٹپ تو ان کا بہت سے پہلے نکل چکا تھا۔ وہی سی کسر راحیل کی آمد اور محلی تھلنی نے پوری کر دی تھی۔

"مجھے تو رات میری بیٹی کے پاس لے چلو۔" ان کی حالت قاتل رحم تھی۔ نورالصبح کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بارے اس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بھاگ کر دلوں سے آئی۔

جذبات کا طوفان ذرا تھا تو تڑپیں اور طاہر سے ملاقات ہوئی۔

"جین بھائی! نور جیسی فراموش ہوئی کسی کسی کو ملتی ہے۔ ان چہ ملت ملہ میں ہم تو اس کے عادی ہو گئے ہیں۔" تڑپیں بھائی سے تعریف کر رہی تھیں۔

"یہ اسی طرح ہے جیسی آپ کے گھر سے آئی تھی۔ اس کی ضد تھی کہ آپ کی رضامندی اور موجودگی کے بغیر وہ ہر خوشی خود پر حرام تصور کرتی ہے۔" تڑپیں نے مزید بتایا۔

شکوے شکایتوں کا لمبا دور چلا اور راحیل کا ذکر بھی آیا۔

"جیسی! یہ نئی نسل بہت بہت ہے اگر راحیل حوصلہ نہ کرنا تو جانے کب تک میں اپنی بیٹی کو سٹاپ

لٹکائے رکھتے "جن کو بہت متاثر تھا۔
 "ہم بہت جلد اپنی جہی کو لینے آئیں گے۔" ظاہر
 محبت سے بولے اور نور الصبح کا سر تھک
 "جینو بیٹا!" جن نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ
 نکھر نکھڑوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ بہت دیر بعد وہ
 گویا ہوئے۔

"میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا، بس یہ کہنا چاہتا
 ہوں کہ جب تمہاری ماں نے میری رضامندی کے بغیر
 تمہارا نکاح کر دیا تو مجھے بہت غصہ آیا دوسرے راحیل
 کی ملاقات کے بارے میں میں نے جو سنا تھا اس نے
 مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ راحیل سے کبھی میری بات
 چیت نہیں ہوئی۔ میں نے کبھی اسے درخور اعتناء
 نہیں سمجھا۔ اس کا بنو شکوہ اسے کے بعد پہلی بار
 راحیل سے میری واقعی ملاقات ہوئی مجھے یہ کہنے میں
 مار نہیں کہ اس کے ظاہری طے سے لے کر اس کے
 اندر تک تبدیلی تھی۔ میرے خیال میں وہ شخص
 بہتر ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اور وہ بہتر ہے جسے
 گناہ کے بعد توبہ کی توفیق حاصل ہوئی ہو کیونکہ گناہ
 ہونے والے شخص نے معافی کی لذت چکھی ہے۔
 غلام ہونے والے کو اللہ بھی پسند کرتا ہے۔ راحیل میں
 کچھ بگاڑ باہول کی وجہ سے ہے اور عورت کے پاس
 نیکی، مستقل مزاجی اور محبت کے ہتھیار ہوں تو وہ
 بگڑے سے بگڑے ہو کر اور راست پہ لا سکتی ہے اور
 میری جہی میں یہ سب خصوصیات ہیں۔ مجھے امید ہے
 تمہیں دستور کے مطابق اس گھر سے رہنمائی پہ
 اعتراض نہ ہو گا۔ تم راحیل کو سمجھنے کا موقع لا۔ اسے
 اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوششیں کرنا کیونکہ وہ
 تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے اس کا تمام ترکیزٹ
 نہیں جاتا ہے۔"

وہ سر جھکائے ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی
 کسی بات کو بھی جھٹلانے کی ہمت نہیں کی اس میں۔

ساری بری تیار ہے۔ سونے کے چھ میٹ کا آواز

میں جیو ر کو دے تکی ہوں تین میٹ چکر کے ہوں
 گے ایک ڈائمنڈ کالے لیس گے بعد میں نور الصبح
 اپنی مرضی سے لیتی رہے گی۔ برائینڈل ڈیس اس کی
 پسند سے لیس گے کیوں۔ جی راحیل! تم بتاؤ ڈیس
 کس گھر کا ہو۔"

ترجمین نے ظاہر کو تفصیل بتاتے ہوئے باہر جاتے
 راحیل کو بھی روک لیا۔ وہ بندھے بندھے انداز میں
 بیٹھ گیا۔

"کون سا ڈیس کس گھر کا ہونا چاہیے؟" حیران
 تھا۔

"تھو تو بیگم! اسے کیا پتا لڑکیوں کے ٹیسٹ کد
 نور الصبح کو لے ملا۔ خود اپنی پسند سے لے لے گی۔
 ایک میں اتم بھی تو کچھ ہوں۔"

تارے پاس صرف ایک ملا ہے اس میں ہی سب
 تیاری کرنا ہے۔ "ظاہر نے اس سے کہا۔
 "میں فی الحال تیار نہیں ہوں۔" راحیل کا جواب
 حیرت زدہ کہنے والا تھا۔

"کمال تو میرے جاتے تھے اور اب فرماتے ہیں۔
 ابھی میں تیار نہیں ہوں اس میں پورے ستائیس
 سال کے ہو گئے ہو۔ کب تیار ہو گے آخر۔" ترجمین
 نے اسے اچھا خدا بھلا ڈالا۔

"کب نہیں سمجھ سکیں گے۔ میں بڑی ہوں۔"
 "تم خواہوں میں ہو؟" ظاہر کو غصہ آ گیا۔
 "میں بالکل۔" راحیل کا طینٹن انہیں مل گیا۔
 جواب دے کر منہ سے ہٹ گیا۔
 دونوں ہنسنے لگے۔

مزید باز پرس کی گئی تھی نہ تھی کہ وہ انگلیز چلا گیا
 تھا جہاں پاکستانی یونیورسٹیز اس کا شواہد کرنے میں
 دلچسپی لے رہے تھے۔ ظاہر نے جن کو بہت شرمندگی
 سے اس کی اچانک دعا کی کا بتایا۔

نور الصبح کو جب سا احساس ہوا جسے وہ کوئی سنی
 پہننے سے قاصر تھی۔ عاشی بھی ٹھنک گئی تھی۔

"یار کیا چکر ہے یہ راحیل ایک دم انگلیز چلا گیا
 ہے۔ ترجمین آئی کے پیسے سے لگ رہا ہے جیسے

بیماری ہوں۔" عاشی نے ایک سال میں کئی
 بار یہ دعا مانگی تھی۔

بچے اپنا ایک موصوف انگلیز کیوں پٹے گئے ہیں۔
 انہوں نے تباہی جیسے انتقام لے رہا ہے۔ وہ قاتل
 حالت مدد تک خود پسند ہے۔ اس نے ابو کو پہلے
 قتل کیا اور پھر بیٹی خیرے دکھانے والی لڑکی کمال میں
 بہنوئی کی شہادت کرتی رہی اس کی بد تمیزیوں اور بے
 رحمی کو بھی مدد تک کب۔

وہ کہتے بولتے رک گئی۔
 "تو معلوم ہے تم کیا کرنا چاہ رہی ہو۔ راحیل کی تم
 سے بد تمیزی اور بے قراری دھکی چھپی نہیں
 کہ کوئی ایسی دیکھتی ہو تو نہیں ہے۔"
 عاشی نے ایسی دیکھتی بات اس طریقے سے کہا کہ
 وقت گزر رہا تھا۔ غصے سے اسے آیا۔
 "قلی نہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

وہ کہہ رہی تھی۔ راحیل کے لیے اس کے خیالات
 نہ بدلی آئی تھی۔ اور اب جب وہ عین شادی کے
 دن میں انگلیز جا بیٹھا تو اس حرکت پر وہ پھر دنگ
 کی لکڑی لگے۔ اسے یقین تھا راحیل نے اسے بچا دکھانے
 کے لیے یہ سب کیا ہے۔ تو عرب مار سے آنے کے
 بعد راحیل میں جو تبدیلی تھی تو اس کے دل میں
 یہ نرم سا گوشہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس کے آنڈیل کے
 آپ میں ڈھلنا جا رہا تھا۔ پھر اب اس کے تمام
 گناہات زندہ ہو گئے تھے۔ وہ پہلے سے بھی بدھ کر
 گویا کی محسوس کر رہی تھی کیونکہ سب گناہ کل ایک
 لاش میں جمع ہو گئے۔ "راحیل کب آئے گا؟"

راحیل دلا میں قیام کے دوران نور الصبح نے اس کا
 دل اتار لیا تھا۔ پھر اب وہ مزید امتحان کا عمل نہیں
 دلا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس گھر میں آ رہی تھی۔
 بہ وقت اس کے قریب وہ بھلائیے اس کی بے اعتدالی
 کو اپنے گالے پہلے پھل راحیل نے خود کو بڑا بھلا یا کہ
 اسے نور الصبح سے کوئی محبت نہیں ہے صرف وہی

نکشش ہے پھر بہت بہت وقت گزرنے پہ احساس
 ہوا کہ اسے واقعی جی جی محبت ہو گئی ہے۔ خاص طور پہ
 اس وقت جب نور الصبح نے اس سے کہا تھا کہ میں گھر
 سے آتا ہوں اگر کسی کا حصار ہاتھ کر نکلتی ہوں۔ شیطان
 میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس دن اس کے اندر کا شیطان
 ہمیشہ کے لیے مر گیا تھا اس نے فتن پہ عاشی اور
 نور الصبح کی تنگدستی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"موجب شادی کے لیے لڑکی پسند کرنا ہے تو اس
 کی پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ لڑکی فتن چھوٹی ہو
 با صحت ہو کسی کی پر تعلیٰ نہک اس پہ نہ بڑی ہو کسی
 اکوہ نہک نے اس کا خیر لو نہ کیا ہو۔ اس نے کسی سے
 دل نہ لگایا ہو۔" (پہلے مرد نے یہ شرطیں دل توڑے ہوں)
 کیا عزت و صحت اور حیا صرف عورت کی میراث
 ہے۔ موجب ان خوبیوں کی حامل لڑکی کو پسند کرتا ہے
 تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے لیے با کردار شریف
 اور مضبوط مو کی ڈی لائن کرے۔ جب لڑکی ان شرائط پہ
 پوری نہ اترے تو اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ بے
 تصور بھی ہو تو تب بھی اکثر کمزور میں اسے پسند کیا
 جاتا ہے۔ اور میں تو بات صاف ہے۔ شک کی گنجائش
 نہیں ہے۔ میں اپنے لیے مضبوط با کردار مو چاہتی
 ہوں جس پہ کسی غیر عورت کا سایہ تک نہ پڑا ہو پھر
 عاشی! میں ایسا کیوں نہیں کر سکتی مجھے حق کیوں نہیں
 ہے کہ میں ایک ایسے مو کو ٹھکرا سکوں جو میری پسند
 کے معیار پہ پورا نہ اترتا ہو۔ راحیل کو وار کا بلکا ہے۔
 تھو کلاس لڑکیوں کے ساتھ آئے روز اس کے
 اسٹینڈل جیتے ہیں۔ کبھی کوئی لڑکی گلے کا بار بنی ہوتی
 ہے۔ اور کبھی کوئی ڈانٹنگ طور پہ اس کے قدم سے
 قدم ملاتے اسٹینڈلے رہی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود
 وہ اخلاق باختہ شخص یوں سر اٹھائے چلتا ہے کہ جیسے
 اس سے بدھ کر با کردار کوئی نہیں ہے۔ اپنے دامن پہ
 بڑے چھینٹے نہیں دیکھتا ہے۔ اور چاہتا تھا ہے۔"
 اسے یہ تنگدستی کر رہی تھی۔ آگیا تھا۔ دل میں قاریہ
 جن سے وہ ملا تھا۔ ایسے سخت اور با اصول نہیں تھے۔
 اسے مہما کی بات یاد آئی جو انہوں نے نور الصبح کے گھر

سے تلے کے بعد پہلی بار کسی تھی۔ وہ اپنے اصولوں میں سخت کمزور دیتا ہے۔

اس وقت اس نے کتنے آرام سے کہہ دیا تھا کہ مجھے فرق نہیں پڑتا ہے یہ تو بعد میں دیکھا جاتا تھا کہ اسے فرق پڑتا ہے اور سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ وہ اتنے عرصہ خود فریبی کا شکار رہا کہ نورالصبح اسے قہقہہ کر لے گی۔ اس کے پاس دولت، عزت، شہرت ہے، سہولیات کی فراوانی ہے۔ وہ اعلا تعلیم یافتہ ہے اس کا اپنا ایک خانہ الہی بیک گراؤ نہ ہے۔ وہ جدی پختی رہی ہے اس کے پاس ظاہری وجاہت ہے۔ بازنیوں کی نگاہیں اسے سراسر اہتی ہیں۔ خود نورالصبح کے پاس کیا ہے اس کا خاندان ان کے ہم پلہ نہیں ہے۔ پھر وہ کس بات پر اڑ رہی ہے۔ وہ فطری مولد خود سری سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہوتی کون ہے شرائط لگانے والی۔ لکھنے والی ڈیڑھ کرنے والی۔ وہ خود سے بہت لڑا لیکن اس کے جانے کے بعد مل خلی ہو گیا تھا۔ عزت سے وہاں گئی اب اس کا مل خلی خلی سا تھا۔ وہ بظاہر خود سر تھا ہوا تھا۔ مگر اندر سے شکست تسلیم کر چکا تھا۔

وہ نورالصبح سے ہار چکا ہے پھر اب وہ مزید اس کی بے رخی نہیں رہ سکتا تھا۔ گھر سے فون پہ فون آرہے تھے کہ والہیں تو وہ تذبذب کا شکار تھا۔ رات عاشی کا فون آیا۔ نورالصبح کی طرح وہ بھی غلط فہمی کا شکار تھی کہ راحیل انتقامی ایسا کر رہا ہے۔ اس نے تردید کرنے کی کوشش نہیں کی۔

بازار میں گھوم گھوم کے دونوں کا حشر ہو چکا تھا۔ نورالصبح کو تو ابھی خاصی بھوک لگ رہی تھی عاشی نے اپنے پسندیدہ ریستورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اندر آئیں۔ سب سے پہلے عاشی کی نگاہ راحیل پر پڑی۔ وہ اکیلا بیٹھا تھا عاشی تو دھڑلے سے بیٹھ گئی۔ گھڑی میز کی چابی رخ کو گھور رہی عاشی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔

یہ ایک منگ اور معیاری ریستورنٹ تھا۔ راحیل

اکثر یہی آتا تھا۔ یہاں لوگ اسے پہچان کر لگاتے تھے۔ وہ آؤروے کر انتظار کر رہا تھا۔

"ٹھیکنڈ سے کب واپسی ہوئی۔"

"تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں۔ آپ سنا نہیں ہیں۔" اس نے نورالصبح کو نظر انداز کر دیا۔

"میں ٹھیک ہوں پڑوسیوں سے مل کر لیس۔" اس نے گواراندہ میں کندھے سے

"میری خیریت کوئی نہ ہی پوچھے تو بہتر ہے۔"

لجہ بہت ترش تھا۔

"لی بیو یور سیلف۔ یہ کوئی طریقہ ہے یا نہیں۔"

"میں جانتی ہوں کس سے کس طرح چاہئے یہ جمونا اور بے ایمان شخص اس سے کتنی پیش آتا ہے۔ خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے۔"

"تم نے کس سے پوچھا جمونا اور بے ایمان کمال راحیل کو جیسے کسی نے جلتی بجتی میں ڈال دیا۔ غصیلی کو از میں غرایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جانتی ہوں تم جنمو۔" وہ تیز تیز دو دو از سے باہر آگئی۔

"یہ سب کیا ہے راحیل؟" عاشی اسے دیکھ کر مکی۔

راحیل کے لیوں پہ ایک مل گرفتاری ہو کر ابھر کر معدوم ہو گئی۔

نورالصبح بغیر تائے راحیل کے کسرت میں تھی۔ اس نے جانے اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

اس کے لئے یہ طے ہونے والا تھا کہ ابھی میں تمام میل ڈیس لور کاٹوں کو بھلے لگنے والے تھے۔ کے مجبور کرنے پہ نورالصبح جب راحیل کے میں گئی۔ تو دونوں مرتبہ اس کا دھیان کیس لور تھا۔ وہ ابھی راحیل کو دیکھ لور سن رہی تھی۔

کب تک آخر ہم سے اپنے دل کا ہمید ہمیں راہ پہ اک دن آتا ہے تم راہ پہ تھی راہ

کیوں چہرا اترا اترا ہے کیوں ابھی ابھی سی ہیں آنکھیں
سنو طش ایک حقیقت ہے تم کب تک اسے بھلاؤ گی
سب رنگ تھمے جاتا ہوں میں نوب تمہیں پہچانتا ہوں
کوکب تک پاس نہ آؤ گی کوکب تک آنکھ چڑاؤ گی
وہ بڑے موڈ اور سر میں گارہا تھا ایک دو بار اس کی
نظر اتفاقاً نورالصبح پہ پڑی تو وہ گھبرا گئی کہ کیسں اس نے
اس کے دل کا جو روتھیں پکڑ لیا ہے۔

یہ سوختی گھسرتی گھسرتی گھسرتی گھسرتی گھسرتی
سب حسن تمہارا ہے قیمت کر ہم سے ڈاؤن ہو گی
وہ اسٹیج سے اتر کر شائقین کے درمیان اٹھ گیا۔
نورالصبح نے چوہکا لیا کہ راحیل اسے دیکھ سکے۔
چلو آؤ بھی تم ہم لہجہ نہیں اور نئے سفر کا عہد کریں
ہم کب تک عمر کو اس کے ہم کب تک بات بھلاؤ گی
”ماہیہ سفر کا عہد کیسے ہو سکتا ہے تم نے تو مجھے
اشتہار دیا ہے، فعل میں ہوئی۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد راحیل ڈریسنگ روم
میں چلا گیا۔ وہ بہت جگ کرتی چھوٹے چھوٹے قدم
الغالی اسٹیج کے پیچھے بنے ڈریسنگ روم کے سامنے
رک گئی۔ اندر سے ٹولٹی ٹولٹی کی تواز آ رہی تھی۔ وہ
دبے پاؤں اندر داخل ہو گئی۔ راحیل نے مڑ کر اس کو
دیکھا اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

”لو تو یہ ہے وجہ شادی سے گھڑانے کی۔ آپ کا
میکرٹ لوالہ جو بھلا اپنی عادتیں کب چھوڑتی ہیں۔“

وہ چبا چبا کر بولی تو راحیل کے ساتھ نیچے سبز نظام
فصے میں آ گئیں۔ وہ اور ان کے شوہر اس پروگرام کے
آرگنائزر تھے نظام صاحب بھی شور من کر اندر
آ گئے۔ سبز نظام راحیل سے کم از کم دس برس بڑی
تھیں۔ نورالصبح نے تو حد کر دی تھی وہ اپنے بھاری
بھر کم سراپے کو سمیٹ کر بمشکل انھیں۔

”تم نے یہ بے ہوش بات کی کیسے؟“ وہ قرقر کا پ
دی تھیں۔

”راحیل! یہ کون ہے؟“
”مجھے نہیں معلوم۔“

”اسے میں سے نکالو۔“

”من لیا اب جائیں۔“ تلی سے گھٹ
راحیل کے انداز سے لگ رہا تھا اسے دیکھ کر
راہل دے گا۔ آنسو بھری آنکھوں کو سستی
قدموں سے باہر تکی۔

”سبز نظام! میں ابھی آ رہا ہوں۔“ راحیل
ادھر ادھر دھنسا اس کے پیچھے لگا اسے بے

آ رہی تھی نورالصبح کے اصرام پر اس نے سبز
گوشت کے اس پہاڑ کو اس کا خیر معاشرہ کیا
بازو بکڑ لپائی گاؤں بنایا۔ وہ دست ریش ڈرائنگ
تھلا گاڑی سیدھی راحیل ولا کے طویل ڈرائنگ
جاری کی۔

”نیچے اترنے کی زحمت گوارا کریں گی
اس نے جلتے طوا“ کیا بارہل۔“ وہ جان
بسر حال گاڑی سے اتر تکی۔

راحیل اسے ڈرائنگ روم میں لے گیا۔
”سیکنڈ! پلے انھیں لھنڈا پلے۔“
انہی قدموں لوٹ گئی اس کے پلے کر آئے۔
راحیل نے دو دواؤں کو دیا۔

”اب آپ نے مجھے کوئی نیا الزام دیا ہے
دیں۔ میں تیار ہوں۔ آپ نے تو سبز نظام
ساتھ مجھے انوار کو لے کر نہیں بخشا میں
اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا نورالصبح!

اسم ہامسی ہیں میں آپ کو دکھاتا ہوں تو سبز
ہے۔ آپ بہت بلندی پہ نظر آتی ہیں۔ شوہر
میں میرا دل بہت فدا انجوائے منت تھا
گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے ہا چلا کہ مجھے

با اصول اور سخت لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ نور
ایک بار آپ نے کہا تھا کہ شیطان مجھے
کر سکتا۔ آپ کے اس فقرے نے میرے دل کی
زیر و زبر کر دیا۔ میں کو شش کے باوجود آپ

کر۔ ک۔ بعد میں میرے خیالات تبدیل کئے ہیں۔
آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں

ت بی رہا ہوں۔ بلکہ میں تو تب کی نفرت سے بچ رہا
ہوں۔ نورالصبح! آپ کی مرضی کے بغیر میں اب آپ
کو چھو تک نہیں سکتا۔ جب کہ اگر ایک چیز رسائی میں
ہو تو اسے چھوئے کو پانے کو دل چلتا ہے۔ میں دل کو
کے بسلا۔ اس لیے انگلی نہ چلا گیا کہ یہ معاملہ دب
جائے۔“

وہ بولتے بولتے راکھ ادھر نورالصبح کی نگاہیں راحیل
کے انکشافات پہ حیرت سے پھینچی جا رہی تھیں کیا
وہ اسے راحیل ہے؟ یہ اس کے خیالات ہیں یہ کیا
انتخاب آیا ہے راحیل اور یہ لغات کھل گئیں وہ
بے بائیں اور منہ بیاں ہے۔ تو یہاں تکست خورہ انداز
قہار ہے ہوئے نے پنے مسافر کا۔

”آپیں آپ کو چھوڑ دوں۔ میں صرف یہاں غلط
نہیں رہا ہوں۔ نورالصبح! آپ کو مالہ آپ میرے لیے
نورالصبح سوچیں۔“ وہ بے پناہ سنجیدہ اور یاسیت کا شکار
لگ رہا تھا۔

”میں جا تو رہی ہوں مگر یہ بتائیں کہ مجھے لینے کب
آئیں گے۔“ یہ الفاظ کہنے کے لیے اسے بہت ساری
طاقت جمع کرنا پڑی۔

”لیا۔“ راحیل کی تواز بہت بلند تھی۔
”آپ سچ کہہ رہی ہیں؟“ وہ نگاہیں چڑائی۔
”آپ اور کیا سننا چاہتے ہیں۔“

”یہی کہ سبز نظام میرا میکٹ لوالہ جو ہیں۔“ وہ
تکڑم ہکا بھکا ہو گیا اتنے دلوں کی یاسیت اور پرمروگی
نہیں دور بھاگ گئی۔

”ان کا سبز نظام نور میں!“ وہ جسنے لگا اور اس نے
گاہیں چرائیں۔

دل میں کتنے عہد ہندھے تھے اسے بھالنے کے لیے
وہ بے وقاب سامنے آیا سارے ارلوے توڑنا اچھا لگا
”ہاں نورالصبح! میں آپ کو کبھی بھی نہیں بھلا
گا۔“ وہ سچائی سے بولا تو اس نے پہلی بار اسے نرم نرم
ی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

”اگلے فراہی ڈے کو ماما آپ کے گھر آئیں
گے۔ کاش آئی ہی نہ اسلام آباد سے آجائے کیونکہ
فراہی ڈے تو بہت دور ہے۔“ اس کا لہجہ رنگ بدلتے
لگا۔

”نورالصبح آپ کو سوچنے کی تو اچھی خاصی پریکٹس
ہے مگر۔“

وہ سنی خیر انداز میں ہنسا۔
”یہ مطلب؟“

”مطلب یہ ہے کہ آپ کو وہ نظریاؤں سے
سے اترے لگا۔ اب اس کی نگاہوں میں واضح استحقاق
اور شہخ جسارت کی دھمکی تھی۔ پہلی بار زندگی میں
پہلی بار۔ نورالصبح کو اس کا استحقاق سے دیکھنا اچھا
لگتا۔ سرخ ہو گئی۔

”میں اب چلیں گی۔“

وہ ہاتھ انداز میں قدم اٹھاتا اس کے ساتھ باہر
آیا۔

”نورالصبح! میری طمعی میں امید کے بہت سارے
جگنو ہیں۔“ وہ نورالصبح کی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

”بس ایک بات مجھے ڈسٹرب کرتی ہے کہ کیسں
آپ مجبوری کے عالم میں تو نہیں ایسا کر رہی ہیں۔ اگر
ایسا نہیں ہے تو مجھے یقین دلا دیں کہ امیدوں کے
محبوبوں کے سفر میں آپ بھی میرے ہمراہ ہیں۔“

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسٹیزنگ وہیل پہ دھرے اس
کے ہاتھوں کو۔

نورالصبح نے ایک نگاہ کھا اور پھر ہنسی خوف کے
اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پہ رکھ دئے اس کے لمس
میں اپنائیت اور یقین تھا وہ آہستہ آہستہ گھبراہٹ کا سفر
شروع ہو چکا تھا اس سفر کے اختتام پہ ایک چمکیلی
خوشگوار صبح ان کی راہ دیکھ رہی تھی جو اب زیادہ دور
نہیں تھی۔

